ماهنامه

نصرت الجهاد

جنوری فروری ۱۹۹۲ء

مجاهدین نے فتح خوست کے دوران گرفتار کئے گئے
۱۷۰۰ - اسیروں کو ازراہ کرم معاف کردیا۔

الحاج جلال الدین حقانی "

کراچی میں الحاج مولانا جلال الدین حقانی
کا ایک جلسۂ عام سے خطاب

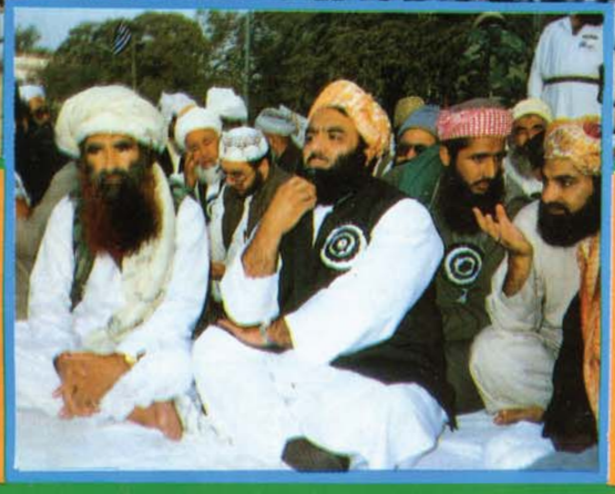

فاتح خوست جناب مولوی جلال الدین "حقانی"
کے دورۂ کراچی کی روداد -

حمد

نور سے تیرے ہیں روشن اس جہاں کی شش جہات
میرے دل کو بھی منوّر کر خدائے کائنات !

پھر ترشّح نور کا ہوتا ہے، کلکِ روح پر
صفحۂ ہستی پہ یہ لکھتا ہے جب تیری صفات

ثبت کردے اے خدا، دل میں مرے ایمان کو
وسوسوں سے، وہم سے، تشکیک سے پاؤں نجات

دوسری راہوں پہ چل کر لڑکھڑاتے ہیں قدم
راہ پہ تیری چلوں، تو آئے قدموں میں ثبات

پردہ ہے اٹھّا ہوا رخسارۂ کونین سے
ہیں تیری آیات واضح، خواہ وہ دن ہو کہ رات

ہو ترا ہی ذکر روشن، میرے لب پر اے خدا
دامنِ بادِ اجل سے جب بجھے شمعِ حیات

رحمت للعالمین ؐ کی مجھ کو رحمت کر عطا
بھیجتا ہوں جن کو تیرے واسطے سے میں صلوٰت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بانی: الحاج مولوی جلال الدین حقانی

• چیف ایڈیٹر ـــــ الحاج عبدالباری شہرت ننگیال
• مدیر ـــــ الحاج سید عبداللہ

ماہنامہ

نصرت الجہاد

جولائی ۱۹۹۱ء

سال تاسیس: ۱۴۱۱ ھ ق، ۱۳۶۹ ھ ش، ۱۹۹۰ء

جلد نمبر ۲ ۔ شمارہ (۳-۴) مسلسل نمبر (۱۵-۱۶) جنوری، فروری ۱۹۹۲ء، رجب المرجب، شعبان ۱۴۱۲ ھ ق، جدی، دلو ۱۳۷۰ ھ ش

Ahmad Shah (Vahdat)
A. K. P. O.

اس شمارے میں

۱۔ اداریہ
۲۔ قیدیوں کی رہائی کی تقریب میں الحاج "حقانی" کا خطاب
۳۔ الحاج جلال الدین حقانی کا دورۂ کراچی..
۴۔ اِنٹرویو
۵۔ جہادِ افغانستان کے خلاف امریکہ کے عزائم
۶۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کیخلاف
۷۔ ظاہر شاہ کو لانے کی کوشش
۸۔ انٹرویو
۹۔ وسطی ایشیاء کی مسلم ریاستیں
۱۰۔ مکمل اسلامی حکومت کا قیام
۱۱۔ لہو کے چراغ
۱۲۔ کشمیری عوام کے شب و روز
۱۳۔ برمائی مظلوم مسلمان بھائیوں کے...
۱۴۔ عالم اسلام کی بقاء کیلئے جہاد کی ضرورت
۱۵۔ اخبار جہاد
۱۶ شہداء حق

بدل اشتراک

سالانہ چندہ : ۱۰۰/- روپے
ششماہی : ۵۰/- روپے
فی پرچہ : ۸/- روپے

بیرونی ممالک:
سالانہ ۲۰ ڈالر
اکاؤنٹ نمبر ۲۰۵۵۹
حبیب بنک کنٹونمنٹ برانچ صدر روڈ پشاور۔ پاکستان

پتہ:-
ماہنامہ "نصرت الجہاد"
پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۳
یونیورسٹی ٹاؤن۔ پشاور۔ پاکستان

(اداریہ)

امریکہ جہادِ افغانستان کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے

چار سال قبل ۱۵ فروری ۱۹۸۸ء کو جب افغانستان سے ہماری مجاہد قوم کی بے پناہ قربانیوں اور ہمارے جیالے مجاہدین کی کامیاب مسلح جدوجہد، دوست اور برادر اسلامی ممالک کی پرخلوص کوششوں و تعاون اور آزادی پسند ممالک و حلقوں کی بھرپور حمایت و ہمدردی کے نتیجے میں روسی غاصب و حملہ آور افواج کا انخلاء افغانستان سے ہوگیا اور روئے زمین سے کمیونزم کا بوریا بستر سمیٹنے لگا تو اسی دن سے مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے سلسلے میں کوششیں زور پکڑتی گئیں. مگر آہستہ آہستہ ان کوششوں کی اپنی شکل و صورت مسخ ہو کر رہ گئی اور ایک دوسری شکل و صورت میں یہ رونما ہوگئیں اسی طرح مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے بارے میں ایک تو اُن کوششوں کا سلسلہ شروع ہوا جو افغان مسلمان عوام کی خواہشات اور اُمنگوں کے عین مطابق تھا اور جس مقصد کے لئے انہوں نے یہ کٹھن اور دشوار گزار راستہ اختیار کیا ہوا تھا، جبکہ دوسرا سلسلہ افغانوں کے مفادات، خواہشات، اہداف اور مقاصد کے سراسر منافی اور مخالف سمت پر گامزن رہا۔

افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء سے قبل ہمارے برحق جہاد کے حامی اور دلچسپی رکھنے والوں میں دو طرح کے لوگ اور ممالک شامل تھے. ایک وہی لوگ اور ممالک تھے جو حق، اسلام اور آزادی کے سچے شیدائی اور تہہ دل سے اس کے ممد و حامی تھے، اور جس مقصد کے حصول کے لئے ہماری مجاہد قوم لڑ رہی تھی اُسی مقصد کو اپنا مقصد و منزل سمجھ کر جہادِ افغانستان کی کامیابی کی خاطر بے لوث خدمات انجام دیتے رہے تھے اور اب بھی انجام دے رہے ہیں. اب بھی ان ممالک و عوام کی دلی خواہش ہے کہ افغانستان میں جہادی قوتوں اور افغان مسلمان عوام کی مرضی و منشاء کے عین مطابق انہی کے ہاتھوں ایک آزاد، خود مختار اور مکمل اسلامی حکومت جس کے قیام کے لئے انہوں نے پندرہ لاکھ شہداء کے خون کا نذرانہ پیش کیا ہے، یتیم، بیوہ، اپاہج، اپنے جگر گوشوں سے محرومی اور اپنے گھر بار خانہ و کاشانہ سے محروم ہونے کی شکل میں قربانی

دے چکی ہے، عمل میں آجائے، چنانچہ مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے بارے میں یہ لوگ اپنے مفادات واغراض سے قطع نظر کر کے افغانستان کے مظلوم اور شہید پرور مسلمان عوام کے بہترین مفادات کو مدنظر رکھ کر جہاد کا ثمرہ افغان مجاہدین ہی کی جھولی میں دیکھنا چاہتے ہیں اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کے خواہاں ہیں، جبکہ دوسرے لوگ اور ممالک وہ تھے۔ جو کمیونزم کی طوفانی آندھیوں اور سرخ سیلاب کی خطرناک لہروں سے مرعوب ہو کر ہمارے جہاد کے دوست اور حامی بن چکے تھے، ان ممالک اور حلقوں کی ہمارے برحق جہاد اور ہمارے مجاہد عوام سے کوئی ہمدردی اور دلچسپی تو نہیں تھی مگر روسی حملہ آور افواج کی بڑھتی ہوئی پیش قدمی کی وجہ سے ان کے مفادات خطرے میں پڑ چکے تھے۔ لہٰذا انہوں نے جب تک ان کے مفادات خطرے میں تھے جب تک کمیونزم کے شعلے بھڑک رہے تھے اور جب تک کمیونزم کی خطرناک لہریں موجزن تھیں اور اس کے خلاف حق کے پروانے، ہمت و مردانگی کے نمونے ہمارے جیالے مجاہدین ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے تو یہ بزدل اور موقع پرست لوگ ہماری خوب مدد کر رہے تھے۔ یہ بانگ بلند یہ اعلان کر رہے تھے کہ مسئلہ افغانستان کا حل افغان مسلمان عوام ہی کی مرضی کے مطابق ہونا چاہیئے اور وہاں افغانستان میں افغان مجاہد عوام کے ہاتھوں ان کی خواہش کے مطابق حکومت کا قیام عمل میں آنا چاہیئے۔ لیکن جب روسی افواج خوار و ذلیل ہو کر افغانستان سے بھاگ نکلنے پر مجبور ہو گئیں، افغان جیالوں نے سرخ افواج کے پسپانہ ہونے کی روایت کو ختم کر دیا۔ روسی سامراج کی قوت کو پاش پاش کر دیا۔ کمیونزم کی طلسماتی بت کو توڑا اور کمیونزم کی بھوت کو مغربی طاقتوں کے سر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُتار دیا اور جس خطرے نے ان کی نیندیں حرام کی تھیں اسے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اسی دن سے ان کی آنکھیں بدل گئیں اور افغان مجاہدین کے حق میں ان کے عزائم اور ارادوں نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ اب وہ جاننے لگے کہ اگر افغانستان میں مجاہدین ایک اسلامی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہو سکتا ہے خطے میں موجود اسلامی ممالک متحد ہو کر ایک عالمی طاقت کی شکل میں اُبھریں اور امریکہ کے خلاف صف آراء ہو کر ساری دنیا پر اسلام کا سکہ بٹھانے کے مذموم عزائم وارادوں کو خاک میں ملا دیں۔ چنانچہ اسی خوف و ترس کی بناء پر انہوں نے عین افغان مجاہدین کی کامیابی کے آخری مرحلے میں منافقت و دغابازی پر مبنی پالیسی اختیار کر کے جہاد افغانستان کے ثمرات کو ان کے حقیقی مالکین کی بجائے کسی اور کے حوالہ کر دینے کی ظالمانہ اور بزدلانہ کوششیں شروع کر دیں اور جس طرح وہ کمیونزم کی نابودی کی خاطر روسی افواج کے خلاف افغان مجاہدین کی امداد کر رہے تھے اور اسی سلسلے میں مغربی

ذرائع ابلاغ کو متحرک بنا کر روسی سامراجیت کے مغلوب ہونے اور افغان مجاہدین کی فاتحانہ کارروائیوں کو کوریج حاصل تھا۔ اب اس کے برعکس اسلام کی بیخ کنی میں اور افغان مجاہدین کے خلاف امریکہ اور ان کی حواری برسرِ پیکار ہیں۔

بظاہر تو یہ لوگ مسئلہ افغانستان کا سیاسی حل چاہتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اب پرامن طریقے سے حل ہونا چاہیئے، لیکن پس پردہ سیاسی حل کے پیچھے ان کے عزائم مقاصد اور ارادے کچھ اور ہیں۔ وہ مسئلہ افغانستان کا ایسا سیاسی حل چاہتے ہیں، جس کے نتیجے میں وہاں ایک لادین، سیکولر اور امریکہ کی کٹھ پتلی حکومت قائم ہو سکے اور روسی سامراج سے نجات پانے والے افغان مسلمان عوام امریکی سامراج کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جائیں میدانِ جنگ میں فتح و غلبہ حاصل کرنے اور اپنی مرضی و منشاء پر اپنے مستقبل کے تعین کا حق اور صلاحیت رکھنے والی قوم کے تمام کارنامے اور افتخارات کو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اپنے دیرینہ دشمنی کی بناء پر کسی پٹھو، ایجنٹ اور اپنے حلقہ بگوش غلام فریق کو منتقل کر کے افغان مجاہد عوام کی جدوجہد، قربانیوں اور امنگوں وارمانوں پر پانی پھیر دیا جائے۔

افغان عوام اور جہاد افغانستان کے ممکنہ حاصل ہونے والے ثمرات اور مطلوبہ نتائج کے خلاف یہ جفاکاری کیوں ہو رہی ہے؟

ہر مسلمان کو یہ حقیقت جاننا چاہیئے کہ امریکہ مسلمانوں اور اسلام کو اپنا واحد دشمن سمجھ رہا ہے اگر دنیا کے کسی بھی گوشے میں وہ کسی مسلمان ملک یا عوام کی امداد کرتا ہے تو وہ محض دکھاوے، وقتی اور عارضی طور پر ہوتا ہے، دراصل اس امداد میں ان کے اپنے مفادات اور اسلام دشمنی اغراض پوشیدہ ہوتے ہیں ورنہ وہ کبھی مسلمانوں کی امداد تو کیا مسلمانوں کا زندہ رہنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر الجزائر میں کیا قیامت ٹوٹ گئی تھی جب بلاوجہ صدر مستعفی ہو گیا۔ اور فوج نے اقتدار پر قبضہ کر کے مارشل لاء لگا دیا۔ الجزائر میں تو صورت حال معمول کے مطابق تھی وہاں کسی قسم کا ہنگامہ برپا نہیں ہوا تھا۔

مگر جو وجوہات اور دلائل الجزائر میں مارشل لاء لگانے کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں وہ یہ ہیں کہ وہاں محض اصول وقانون کے مطابق عادلانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کے نتیجے میں عوام نے سیکولر اور کمیونسٹ نظام حکومت سے تنگ آ کر اسلامی نظامِ حکومت قائم کرنے کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کیا۔ اس پر لادین اور اسلام دشمن حلقوں میں کھلبلی مچ گئی اور گھبراہٹ کے عالم میں امریکہ

اور دوسرے اسلام دشمن ممالک نے الجزائر میں اسلامی فرنٹ کے خلاف وسیع پیمانے پر کاروائی کا آغاز کرتے ہوئے فرنٹ کے اکابرین وارکان کو گرفتار کر کے قائم ہونے والی ممکنہ اسلامی حکومت کے راستے میں کانٹے بچھانا شروع کر دیئے، حتیٰ کہ الجزائر کے ہمسایہ ملک میں کسی متوقع کارروائی کی خاطر اپنی فوج بھیج دی۔

اگر امریکہ کو غریب، مظلوم اور بے سہارا لوگوں سے واقعیتاً ہمدردی ہو، تو برمی مسلمانوں پر آج کل جو ظلم ہو رہا ہے، ان سے اپنا مال و متاع چھینا جا رہا ہے، ان کا جو قتل عام ہو رہا ہے، امریکہ اس پر کیوں خاموش رہا ہے۔ بلکہ اس کارِ خیر میں امریکہ برمی حکومت کی پشت پناہی بھی کر رہا ہے یہ اس لئے کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں کچل دیئے جائیں اور امت مسلمہ کی وحدت و یکجہتی کو پاش پاش کیا جائے، مشت نمونہ از خروار۔ دنیا کے ہر حصے میں مسلمانوں کے خلاف امریکہ کی یہی پالیسی ہے اور اس طرح کی کارروائیاں کسی ذی شعور اور صاحب عقل انسان سے پوشیدہ نہیں۔ بنا ئٍ ان دلائل اور حقائق کی روشنی میں افغان مجاہد قوم اپنے مستقبل کے بارے میں امریکی عزائم کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکہ کی طرف سے مسلط کرنے والے مسئلہ افغانستان کے کسی سیاسی حل کو قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔

ہم مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے بارے میں افہام و تفہیم اور اقوام متحدہ کے کسی بھی پیش ہونے والے فارمولے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ ہمارے اصلی مقاصد اور جس چیز کے حصول کے لئے ہم نے مسلسل ۱۴ سال تک جدوجہد کی ہے، قربانیاں پیش کی ہیں، اپنے شہداء کے خون پاک کا جو نذرانہ پیش کیا ہے، بر عکس نہ ہو بلکہ اس میں ہمارے جہاد کے ثمرات ہمارے مجاہد عوام کو حاصل ہونے کی ضمانت دی گئی ہو۔

ہم کسی بھی صورت میں اپنے شہداء کے خون کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ اور ہمارے شہداؤں کے خون، اپاہج ہونے، یتیم و بیوہ اور مصائب و آلام جھیلنے والے ہمارے مسلمان عوام کی خواہشات صرف ایک عمل انجام دینے سے پورے ہو جاتے ہیں اور وہ ہے۔ افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کا قیام:

ہمارے مجاہدین نے جس مقصد کے حصول کے لئے بندوق اٹھائی ہے اسے حاصل کئے بغیر اپنی مسلح جدوجہد سے دست بردار نہیں ہوں گے۔ اور جب تک افغانستان میں ایک اسلامی حکومت نہ بنے اس وقت تک جہاد جاری رہے گا۔ اور جس سیاسی حل اور مذاکرات میں تمام جہادی قوتوں کی حمایت و رضایت حاصل نہ ہو۔ ایسے ہر قسم کے سیاسی حل کے فارمولے اور مذاکرات بے نتیجہ اور لاحاصل

باقی ص [illegible] پر

جنگوں کی تاریخ میں پہلی بار کسی سیاسی سودا بازی کے بغیر اتنے قیدی رہا کر دیئے گئے ـــــــ مبصرین کی رائے

جنگی قیدیوں کی رہائی کی تقریب میں الحاج جلال الدین حقانی کا

ایمان افروز خطاب

خوست کی فتح کے دوران مجاہدین کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہونے والے کابل فوج کے عسکر، ملیشیا کے سپاہی اور دیگر نیم فوجی افراد جن کی تعداد کوئی ایک ہزار تھی، کو سوموار ۲۱ر جنوری کو ایک رسمی، سادہ مگر پر وقار تقریب کے دوران فاتح خوست الحاج جلال الدین حقانی نے رہا کر دیا، ان فوجیوں کی رہائی اس عمومی عفوہ کے اعلان کے مطابق کی گئی جس کا اعلان مجاہدین کے کمانڈروں نے فتح خوست سے قبل کیا تھا

۲۱ر جنوری ۱۹۹۲ء کو پکتیا صوبے میں پاکستانی سرحد کے قریب علاقہ "ژوارہ" میں واقع مجاہدین کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامی جہادی مرکز میں ایک شاندار و پر وقار تقریب منعقد ہوئی، جس میں جنگ خوست میں اسیر بنائے گئے ایک ہزار کابل فوجی، ملیشیا اور دیگر نیم فوجی افراد جو تقریباً دس ماہ تک مجاہدین کی حراست میں رہے، جہادی قوتوں کی طرف سے عام معافی کے اعلان کی بنا پر رہا کر دیئے گئے. رہائی کے وقت انہیں مجاہدین کی دس ماہ تک خدمات انجام دینے کی بنا پر حسن کارکردگی کی سند، نقد رقوم، کپڑے، جوتے اور دیگر امداد و تعاون سے بھی نوازا گیا. اس سلسلے میں جنوبی محاذ میں جہاد کے قائد اور فاتح خوست جناب الحاج مولوی جلال الدین حقانی نے ایک جامع اور ولولہ انگیز تقریر بھی کی جسے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں :

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد !
میرے عزیز بھائیو!

اگر حق اور باطل کے درمیان طویل تاریخ پر ایک طائرانہ نظر دوڑائی جائے تو ظاہر ہوگا. کہ کفار اور باطل قوتوں کے پیر کاروں

کو مادی وسائل اور امکانات میں مسلمانوں کے مقابلے میں ہر طرح کی بالادستی اور فوقیت حاصل رہی ہے اور ہمیشہ ان کے عزائم یہی

رہے ہیں کہ مسلمانوں کے دینی اقدار کو مسخ کر کے انہیں کچل ڈالے۔ چنانچہ انہی عزائم کو مدنظر رکھ کر دہریوں نے اپنے روسی آقاؤں کی حمایت سے افغانستان کے مومن قوم کے دینی شعائر اور عقائد کے خلاف کاروائیاں شروع کیں۔ مگر اس راہ میں جب انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ تو ان کے آقاؤں نے براہ راست مداخلت کر کے اپنے سرخ افواج کو افغانستان میں داخل کیا اور اس طرح افغان مسلمان عوام کا قتل عام شروع کیا گیا نہ معصوم بچے ان کی ظلم و بربریت سے محفوظ رہے اور نہ ہی بوڑھے، نہ جوانوں کو معاف کر دیا اور نہ ہی عورتوں کو بلکہ معصوم بچوں اور بے گناہ عورتوں کے قتل عام سے انہیں تسکین روح اور لذت آتی رہی۔

انہوں نے گھروں اور دیہاتوں کو مسمار کر دیا، مساجد کو شہید کر دیا۔ قرآن کریم اور دیگر دینی کتب کو آگ لگا دی علماء، دانشوروں، روحانیوں اور نوجوانوں کو انتہائی بے دردی اور سفاکانہ طریقے سے شہید کر دیا، اس ترتیب سے وہ ہتھیار اور اسلحے جو جنگ عظیم دوم کے بعد روسیوں نے ایجاد اور تیار کئے ہوئے تھے انہیں ہمارے نہتے اور بے گناہ عوام پر استعمال کیا گیا۔

عزیز بھائیو!

دس سال کا عرصہ کچھ تھوڑا نہیں بلکہ لمبی مدت ہے۔ آپ سوچیئے اس مدت میں روسیوں نے کتنے گولے برسائے ہونگے اور کتنے بم استعمال کئے ہوں گے۔

میرے قابل قدر بھائیو!

اللہ تعالیٰ کے متعدد احکام و آیات سے ظاہر ہے کہ جو مسلمان کفار کا مقابلہ میں کھڑے ہوں وہ اولیاء اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ان اولیاؤں کو آذیت پہنچانا دراصل اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو جہاد کرتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کا وعدہ فرمایا ہے اور انہیں فتح و نصرت سے ہمکنار کر دیتا ہے۔

جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک مشت ریت کے ذریعے کفار اندھے ہو گئے، اور مسلمانوں نے انہیں ان کے

ہی ہتھیاروں کی وساطت سے شکست و
ذلت سے دوچار کر دیا۔

بھائیو!

جہاد افغانستان کے آغاز سے اب تک ۱۸ سال کا عرصہ گزر رہا ہے دراصل یہ مسلمانہ جہاد ۱۹۷۶ء میں شروع ہوا تھا۔ اس وقت ہماری تصور میں بھی نہیں تھا۔ کہ وسط ایشیا کی محکوم ریاستیں آزادی سے ہمکنار ہو سکیں گی اور سلطنت روس پاش پاش ہو جائے گی۔ وہاں کم و بیش ۸۰ سال تک کمیونسٹوں کے خونخوار اور ظالمانہ نظام مسلط رہا اور اس دوران میں روسیوں نے ہزاروں کی تعداد میں مساجد اور دینی مدارس کو شہید اور منہدم کر دیا۔ لاکھوں مسلمانوں کو شہید، قیدی اور ملک بدر کر دیا ہے۔

عزیز بھائیو!

مسلمان کے خونِ ناحق نے روسیوں کو رسوا کر دیا، روسیوں کے جنایات تاریخ میں بے مثال ہیں، چنانچہ اس خونِ ناحق کی برکت وعظمت سے کمیونزم کی وحشیانہ امپراطوری ٹوٹ گئی اور ہمارے تصور سے کہیں بالاتر کام انجام پایا۔ اب دیکھتے ہیں کہ سوویت یونین کے نام سے کوئی چیز موجود نہیں اور روسی ذلت و رسوائی کا شکار اور انتہائی شدید معاشی بحران میں مبتلا ہیں۔

> اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو جہاد کرتے ہیں انکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کا وعدہ فرمایا ہے اور انہیں فتح و نصرت سے ہمکنار کر دیتا ہے۔
>
> "الحاج جلال الدین حقانی"

بھائیو!

افغانستان میں اب تک جو جنگ کی آگ بھڑک رہی ہے یہ دراصل روسی نتائج، وسائل اور سازشوں کا نتیجہ ہے۔ یہ اسیر لوگ جو آپ کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں، اور گلم جم یا اس طرح کے دیگر ناموں سے مسمّیٰ ہیں یہ مسلمانوں کے خلاف لڑتے تھے۔ وحشیانہ اور غیر اسلامی اعمال کے مرتکب ہو رہے تھے اس طرح کہ مجاہدین ان کے خلاف لڑائی میں اپنے موت کو شہادت اور ان کے قتل کو حرام موت سمجھتے تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آیات کی تصدیق کے لئے انہیں (اسیران) مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار کر لیا۔ اب ان کی خوش قسمتی ہے کہ انہوں نے ظلم اور گلم جم کا نام اپنے اوپر سے ہٹا دیا۔

مجاہدین نے بڑی مہربانی اور رحمت سے کام لے کر انہیں معاف کر دیا۔ اگرچہ ان اسیران کے ہاتھوں ہمارے بہت سے مجاہدین شہید ہوئے تھے ان کے زخموں سے ابھی خون جاری تھے۔ ان کا کفن دفن ابھی باقی تھا۔ ہمارے مجاہدین کے زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے تھے کہ یہ اسیران ہمارے مجاہدین کے ہاتھوں میں آئے مگر پھر بھی انہوں نے اپنی اسلامی مروّت کی بناء پر انہیں معاف کیا۔ مجاہدین کا کہنا ہے کہ یہ لوگ جہالت اور نادانی کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف استعمال کئے گئے ہیں۔ اب جب کہ خوست پر سے دہری رژیم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ ان اسیروں کے قتل سے اتنا فائدہ مرتب نہیں ہوگا۔ جتنا ان کے زندہ رہنے سے ہے۔ اگر یہ لوگ زندہ چھوڑے جائے اور ان کی دینی تربیت ہو جائے ہو سکتا ہے یہ ہدایت پائے اور عذاب سے بچ نکلے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مجاہدین کی نیک روش اور بدلہ و انتقام سے درگذری اور ان قیدیوں سے مجاہدین کے نیک اور اسلامی سلوک اختیار کرنا دوسروں کے لئے عبرت کا سبب بن جائے گا اور یہ جان لے گا کہ نجیب جیسے دہری اور بھٹو کا ساتھ دینا

مسلمان کے خونِ ناحق نے روسیوں کو رسوا کر دیا۔ روسیوں کے جنایات تاریخ میں بے مثال ہیں چنانچہ اس خونِ ناحق کی برکت و عظمت سے کمیونزم کی وحشیانہ امپراطوری ٹوٹ گئی اور ہمارے تصوّر سے کہیں بالاتر کام انجام پایا۔ اب دیکھتے ہیں کہ سوویت یونین کے نام سے کوئی چیز موجود نہیں۔

(الحاج جلال الدین حقانی)

اور مجاہدین کے خلاف جنگ کرنا کتنی بڑی غداری اور نامناسب کردار ہے، قطع نظر اس کے کہ روسیوں اور کمیونسٹوں نے جب بھی مجاہدین کو زندہ گرفتار کیا ان کا سلوک و روش ظالمانہ اور سفاکانہ رہا ہے اور انہیں انتہائی بے دردی سے شہید کر دیتے تھے۔ صوبہ کنڑ میں (کرالہ واقعہ) اب بھی ہمارے ذہن کے پردے پر تصویر بن کر ابھر رہی ہے۔ وہاں صرف چھ ۶ کمیونسٹ افراد مجاہدین کے ایک ناگہانی حملہ کے نتیجے میں مارے جا چکے تھے۔ مگر بے رحم اور سفاک کمیونسٹوں نے اس گاؤں کے سب باسیوں کو جن کی تعداد ۱۱۰۰ تک پہنچ رہی تھی ایک جگہ پر اکٹھے کر کے ایک ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ کر کے شہید کر دیا۔ اس گاؤں کے لوگوں کا اس واقعہ سے قطعاً تعلق نہیں تھا۔ مگر ظالم دہریوں نے محض اس جرم کی پاداش میں کہ یہ واقعہ ان کے قرب و جوار میں وقوع پذیر ہوا ہے اس گاؤں کے بے گناہ لوگوں کو تہہ تیغ کر کے (۱۱۰۰) مسلمانوں کو انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے ظالمانہ واقعات رونما ہوئے ہیں، صرف چالیس ہزار مسلمان جیلوں سے غائب ہو کر زندہ درگور کر دیئے گئے ہیں، خوست میں گرفتار کیئے گئے فوجی و ملیشیا افراد کو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیئے کہ وہ ایسے مجاہدین کے ہاتھ آئے ہیں کہ مجاہدین کے خلاف ماضی میں ان کے کیئے گئے نامناسب اعمال کے باوجود انہیں معاف کر دیا گیا ہے۔

عزیز بھائیو!

ہمارے مجاہدین نے خوست کی جنگ میں (۱۷۰۰) سے زیادہ عساکر زندہ گرفتار کیئے ہوئے ہیں۔ اس میں سے بعض کو بعض خصوصی مناسبتوں کی وجہ سے رہائی دی گئی ہے بعض عیدوں کی مناسبت سے اور بعض دیگر مناسبتوں سے رہا کر دیئے گئے۔ اور اب باقی ایک ہزار کو آپ کے سامنے رہائی دی جا رہی ہے۔ ہم انشاء اللہ فوجی افسروں کے بارے میں بھی غور و خوض کریں گے اور ان کے حق میں بھی ایک اچھا اور مناسب فیصلہ کا اعلان کریں گے۔

یہ فوجی اور ملیشیا افراد مجاہدین کے خلاف جتنے بڑے جرم اور گناہ کا مرتکب ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے خون بہانے کے صلے میں انہوں نے جو مقام اور رتبہ حاصل کیا ہوا ہے اور معاشی امتیازات سے نوازا گیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ انہیں اپنے کیفرِ اعمال تک پہنچایا جاتا، مگر مجاہدین نے ان سے کسی نوع بدلہ یا انتقام لینے کی بجائے انہیں معاف کر دیا۔ اور جذباتی اور انتقام جویانہ حالات میں ان سے نیک اور اچھا سلوک روا رکھا اور سب کو معاف کیا۔ بعد میں انہیں اپنے پاس دس ماہ کے لئے رکھا تاکہ اسلامی احکامات سے آگاہی حاصل کر کے اسلامی تربیت پائے اور انہیں اصل حقائق و واقعات سے روشناس کرائیں، چنانچہ ان قیدیوں نے یہاں رہ کر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ مجاہدین

کے کسی بھی مرکز میں نہ تو کوئی امریکی دیکھنے میں آیا نہ ہی چینی اور نہ ہی کوئی عربی یا پاکستانی۔ بلکہ انہوں نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ جنگ کی قیادت خود مجاہدین کے ہاتھوں میں ہے نہ کہ کسی اور کے ہاتھ

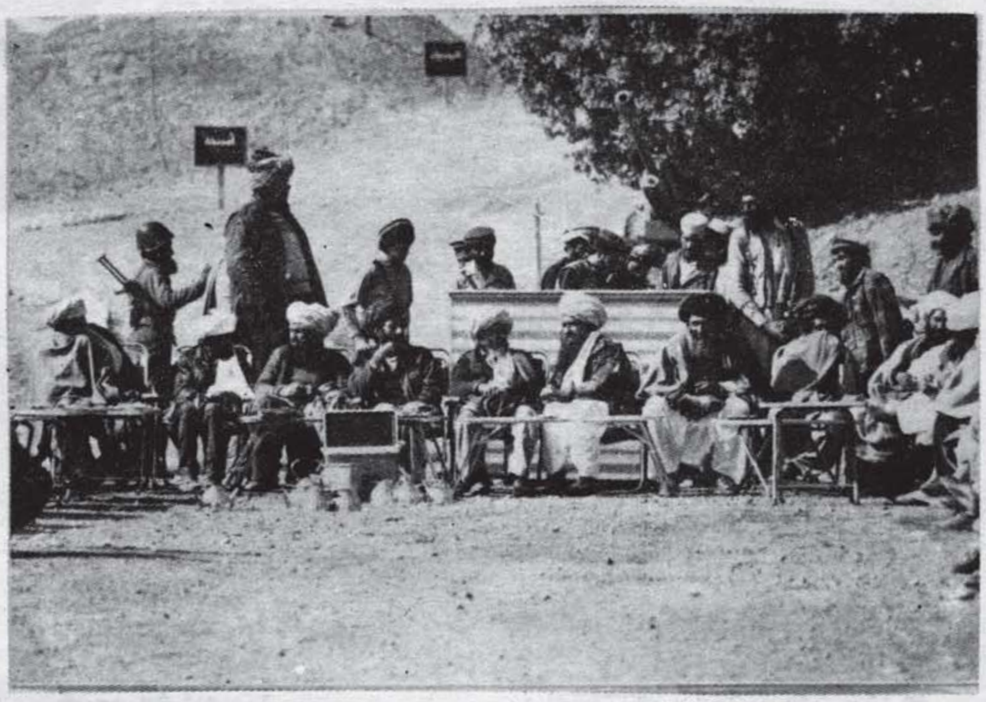

میں .

عزیزو!

ہم اس کے قابل تھے کہ ان قیدیوں سے بدلہ لیں۔ اگر ہم ایسا کرتے ان میں سے اب کوئی زندہ نہ رہتا۔ مگر ہم نے ان کو مجاہدین اور افغان بنا دیا۔ ان کی اسلامی تربیت کی اور انہیں مسلمان بنایا انہوں نے بھی اپنی طرف سے خوب قربانی دی۔ جو بھی کام کر سکتے تھے کر دیا اور ان کے علم میں جو بھی تھا۔ اس سے پہلوتہی نہیں کی۔ ان میں سے بعض تو دہری دشمن کی وحشیانہ بمباری اور سکڈ کی زد میں آ کر زخمی اور شہید بھی ہو گئے۔ اس لئے انہوں نے مجاہدین کے ساتھ ہر وقت تعاون کیا۔ ہم ان کے ممنون اور شکر گزار ہیں انہوں نے مجاہدین کی ہر نوع خدمت کرنے سے دریغ نہیں کیا ہے .

عزیز بھائیو!

ان اسیروں کو ایک تو فتح خوست کے دوران معافی دے دی گئی تھی تاکہ انہیں قتل نہ کیا جا سکے۔ اور ایک عفوہ انہیں اب دی جا رہی ہے۔ ان کو ایک سند دی جا رہی ہے جس پر ان کی خدمت کرنے کی تائید و تصدیق درج ہے اور یہ کہ وہ اسراء ہمارے پاس قیدی نہیں تھے بلکہ انہوں نے ہمارے پاس مجاہدین جیسا وقت گذارا ہے مجاہدین کی حمایت اور گذشتہ اعمال پر پچھتاوا کا اظہار کیا ہے .

اس کے ساتھ ساتھ ان سے میری پرزور خواہش یہ ہے کہ کہیں دوبارہ دشمن کی صفوں میں شامل نہ ہو جائیے۔ خدا نہ کرے اگر ایسا ہو گیا اور یہ پھر ہمارے پاس قیدی بنے تو سزا سے بچ نہیں سکیں گے .

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی جو توبہ کرتے اور اپنے اعمال پر نادم ہو جاتے انہیں معاف کر دیا جاتا۔ مگر جو دوبارہ کفر کی صفوں میں شامل ہونے کا راستہ اختیار کر لیتے وہ معافی کا مستحق نہ ہوتا اور واجب القتل سمجھا جاتا .

اب جبکہ خوست کے اسیران جنگ کو رہائی دی جا رہی ہے ان سے یہ وعدہ لیا جا رہا ہے کہ وہ دوبارہ کفار کا ساتھ نہ دیں اور اگر ایسا کر دیا تو بروز آخرت اللہ تعالیٰ انہیں سخت سزا دے گا اور دنیا میں بھی رسوائی و شرمندگی سے دوچار ہوں گے

ہم ان کی مکمل آزادی کا اعلان کرتے ہوئے انہیں یہ اختیار دیتے ہیں چاہے اپنے گھر چلے جائیں۔ چاہے اپنی مرضی سے جہادی مراکز میں مجاہدین کے ساتھ کام کریں۔ جو حقوق مجاہد کو دیئے جا رہے ہیں وہی حقوق انہیں بھی دیئے جائیں گے۔ ہماری طرف سے انہیں مکمل اجازت اور آزادی ہے۔ لیکن یہ

اس تعہد پر قائم رہیں گے کہ دوبارہ کابل کٹھ پتلی حکومت یا ظلم جبر اور رشید دوستم ملیشیا دستوں میں شامل نہیں ہوں گے اور نہ ہی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہوں گے۔

اب جبکہ کمیونزم کا طلسماتی بت بھی سرنگوں ہو چکا ہے اور نجیب انتظامیہ بھی نابودی کی طرف دھکیلی جا رہی ہے اور اس کی حکومت موت کے کنارے کھڑی ہے، یہ دوبارہ کفر کا ساتھ نہیں دیں گے۔

جناب الحاج جلال الدین حقانی نے اس موقع پر رہائی پانے والے تمام اسیروں سے ہاتھ اٹھوا کر دوبارہ عہد لیا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے اور دوبارہ کابل حکومت کے دستوں میں شامل ہو کر ملک و ملت کے خلاف نہیں لڑیں گے۔

بھائیو!

یہ بات میں اس لئے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑی نعمت کی نوازش کی ایک تو یہ کہ آپ کو زندہ بچا کر ہدایت کے راستے پر گامزن کرا دیا۔ آپ نے جنگ میں قتل ہونے والوں کا حشر دیکھا ہوگا کہ ان کی کیا بری حالت تھی۔ آپ نے بھی اس ابتلا میں صبر کیا اور اب اسلام کی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے مکمل آزادی آپ کی نصیب فرمائی۔

آپ نے کفار اور ملحدین کے ناروا اعمال اور نتائج کا مشاہدہ کیا ہوگا۔ اور اب مجاہدین کی روش کو بھی قریب سے دیکھ رہے ہیں اب آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ حق کیا اور باطل کیا ہے اور کون برحق ہے اور کون باطل پر ہے۔

بھائیو!

آپ نے بڑی خدمت انجام دی، تکالیف و مشکلات سہے، ہو سکتا ہے کسی مجاہد نے آپ کو برا بھلا کہا ہو۔ یہ ہمارا اور اسلام کا حکم نہیں بلکہ اس شخص کی ذاتی غلطی اور خطا ہوگی۔ اور ان کی کم علمی کے سبب سرزد ہوئی ہوگی۔ امید ہے آپ اس پر رنجیدہ نہ ہوں گے۔

بھائیو! میں ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں کہ آپ آزاد ہیں مگر اس وعدے کے ساتھ کہ دوبارہ کبھی کفار کے ساتھ نہ مل جائیں۔ اگر اپنی خوشی و مرضی پر جہادی مراکز میں رہنا چاہتے ہوں تو ہر نوع تعاون سے برخوردار ہوں گے۔ آپ کی گرفتاری کے وقت جو پیسہ آپ کے پاس سے برآمد ہوا تھا اس کی لسٹ موجود ہے۔ وہ امانت کے طور پر ہمارے پاس ہے۔

وہ اسناد کے ساتھ آپ کو واپس لوٹاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ آپ میں سے ہر ایک کو دو سو ۲۰۰ روپے پاکستانی یا دس ہزار ۱۰۰۰۰ افغانی ایک ناچیز تحفہ کے طور پر آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ آپ کا تو بہت حق بنتا ہے مگر معاشی تنگدستی کی وجہ سے معذرت خواہ ہیں۔ جب تک آپ کو اپنے اپنے علاقوں تک جانے کے لئے وسائل و امکانات میسر نہ ہوں اس وقت تک ہمارے ہر جہادی مرکز اور دفتر کے دروازے آپ کے سامنے کھلے ہیں آپ ہمارے مہمان ہیں، شاید آپ میں سے بہت سوں کے رشتہ دار پشاور یا دیگر علاقوں میں موجود ہوں، جب تک ان سے ملاقات نہ کریں اور اپنے علاقے کے راستے اور امکانات کے بارے میں ان سے مشورہ نہ کریں۔ اس وقت تک اپنے گھر مت جانا۔ کیونکہ یہ آپ کے رشتہ دار دل ہی کا کہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و مددگار ہو۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب الحاج جلال الدین حقانی کی تقریر کے بعد رہائی پانے والے فوجی اور ملیشیا افراد میں اسناد اور تحائف تقسیم کئے گئے۔ تحائف میں ۲۰۰۰ روپے نقد، ایک جوڑا کپڑے، ایک گرم چادر، ایک جوڑا جوتے اور ایک بلاؤزر شامل تھا۔

سند میں یہ الفاظ درج تھے:

یہ فوجی فتح خوست میں الحاج حقانی کے مجاہدین کے ہاتھوں پکڑے گئے تھے، دس

باقی صفحہ ۲۶ پر

رپورٹ: الحاج ننگیال
ترجمہ: الحاج سید عبداللہ

جہاد

امتِ مسلمہ کی عظمت، مظلوموں کی دادرسی، غلاموں کی آزادی اور دنیا کی خوشحالی و ترقی کا باعث ہے۔

فاتحِ خوست مولوی جلال الدین حقانی کے دورۂ کراچی کی رپورتاژ

فاتحِ خوست جناب الحاج جلال الدین حقانی نے کراچی کے دینی مدارس حلقوں اور علماء کی دعوت پر ۲۳ جنوری ۱۹۹۲ء کو پاکستان کے مشہور شہر کراچی کا دورہ کیا، موسم کی خرابی کی وجہ سے کراچی کی پروازوں میں کچھ دیر کے لئے تاخیر واقع ہوا اور اسی بنا پر جناب مولوی جلال الدین حقانی اس پریس کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے جو ان کے اعزاز میں جمعیت العلماء اسلام کی طرف سے ترتیب دیا گیا تھا۔

تاخیر سے روانہ ہونے والی پاکستان انٹرنیشنل ائرلائنز کی پروازات دس بجے کراچی پہنچی۔

جناب الحاج جلال الدین حقانی اور ان کے ہمسفر ساتھی طیارے سے اترے اور اپنے استقبال کے لئے ہوائی اڈے پر آنے والے لوگوں کی صفوں میں داخل ہو گئے۔ بعد میں انہیں گاڑیوں کی جلوس کی شکل میں جن میں ایک تعداد موٹر سائیکل سواروں کی بھی تھی، کی معیت میں ٹرمینل سے باہر لے جایا گیا اور "جہادِ افغانستان اور روسی ریاستوں کی آزادی" کے عنوان سے "جامعۃ العلوم الاسلامیہ" کی طرف سے منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے لئے مقام مذکورہ پر پہنچایا گیا کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جناب "حقانی" نے اپنے عالمانہ اور دانشمندانہ گفتگو میں جہاد افغانستان کے مختلف ابعاد و جوانب پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

"جہاد افغانستان عقیدے کی بنیاد پر شروع ہوا ہے۔ یہ محض افراد اور حکومتوں کے خلاف جہاد نہیں بلکہ ایک ایسے نظام اور سسٹم کے خلاف جہاد ہے جو افغانوں کی اسلامی اور قومی روایات کے سراسر منافی و مخالف ہے"

انہوں نے کہا:

"امریکہ اور ساری دنیا کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ افغان مجاہد قوم مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے سلسلے میں ایسی کوئی بھی تجویز قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں جو افغانوں کے مقدس جہاد، قربانیوں کے مقاصد اور امنگوں کے خلاف ہو"

اس سیمینار میں پاکستان کے معروف و مشہور علمائے جن میں سواد اعظم اہل سنت پاکستان کے سیکرٹری جنرل جناب مولانا اسفندیار خان، حرکۃ المجاہدین کے امیر جناب مولانا فضل الرحمٰن خلیل، شیخ الحدیث جناب ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ، شیخ الحدیث جناب مولانا سبحان محمود، جناب مولانا محمد طیب قریشی، جناب مولانا محمد بنوری جناب مفتی نظام الدین، جناب مولانا عبدالواحد، جناب مولانا فیض اللہ، جناب مولانا عزیز الرحمٰن، جناب مولانا عبدالسمیع، جناب مولانا فضل محمد، جناب مولانا افتخار، جناب مولانا راحت علی صاحب اور ملک کے دیگر نامور علمائے کرام نے ولولہ انگیز تقریریں کیں اور ہر ایک نے اپنی تقریر کے دوران فاتح خوست کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے جہادی کارناموں کا ذکر کیا،

انہوں نے جہاد افغانستان کی بھرپور حمایت کا اعلان کرتے ہوئے خبردار کیا کہ جہاد کے خلاف موجودہ جاری سازشوں اور سازشوں سے ہوشیار رہیں۔

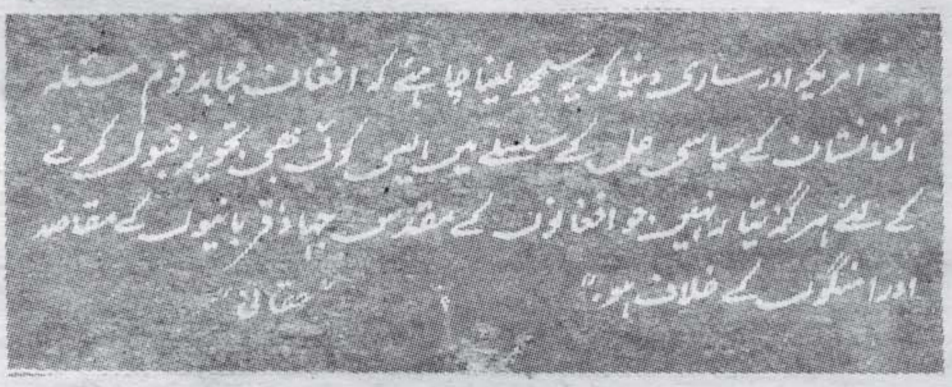

۱۹۹۲ء کو بروز جمعہ جامعۃ العربیہ احسن العلوم میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ جناب حقانی صاحب اور ان کے ہمسفر ساتھی دن کے ۱۱ بجے جب وہاں پہنچے تو طالب علموں نے ان کا پرتپاک استقبال کرتے ہوئے حقانی زندہ باد جہاد افغانستان زندہ باد اور دیگر اسلامی نعرے لگائے جن سے فضاء گونج رہی تھی۔ جامعۃ العربیہ احسن العلوم کے رہنماء انور حقانی اساتذہ دارالعلوم کے رہنما جناب شیخ الحدیث مولانا زرولی خان اور قومی اسمبلی کے رکن جناب مولانا حسن جان صاحب جو دورۂ بنگلہ دیش سے واپس پہنچے تھے بھی وہاں موجود تھے اور جناب جلال الدین حقانی کا انتظار کر رہے تھے۔

جناب الحاج جلال الدین "حقانی" نے جامعہ کے اساتذۂ کرام سے دعوتِ اسلامی اور جہاد کی راہ میں دینی مدارس کی اہمیت پر تبادلۂ خیال کیا اور جہادِ افغانستان کی موجودہ صورت حال سے انہیں آگاہ کیا۔

نماز جمعہ کے بعد جامعہ کے صدر شیخ الحدیث جناب مولانا زرولی خان نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا:

"ہمارے معزز مہمان فاتح خوست اور جنوبی محاذ میں مجاہدین کے قائد نے ہمیں یہ سعادت بخشی کہ وہ ۱۵ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہمارے ہاں تشریف لائے یہ ہمارے لئے بڑی خوشی و سعادت کا موقع ہے کہ ایک ایسے عظیم مجاہد کے ساتھ

ہم چند لمحات بسر کر رہے ہیں، اس موقع پر ہم اپنی اور کراچی کے مومن عوام کی طرف سے اظہار امتنان کرتے ہوئے ان کے شکر گذار ہیں، میری خواہش ہے کہ فلسطین اور کشمیر کی آزادی کے معرکے بھی جناب الحاج جلال الدین حقانی کی ولولہ انگیز قیادت سے بہرہ مند ہو جائیں اور یہاں میں یہ خواست بھی کر دوں گا کہ جب بھی مولانا صاحب آزادی فلسطین کے لئے مجاہدین تیار کرنا چاہیں تو میرا نام بھی ان جیالوں میں شامل کر دیں۔ میں اپنے معذوریاؤں کے باوجود جناب حقانی کی قیادت میں اس معرکے میں اپنی شمولیت کو باعث صد افتخار سمجھوں گا۔

اس کے بعد جناب الحاج جلال الدین حقانی کو خطاب کرنے کی دعوت دی گئی جناب حقانی نے اپنی تقریر کے دوران ایک موقع پر کہا:

"میرے عزیز بھائیو! اسلام کی عزت اور کفر کی ذلت جہاد کے بغیر ممکن نہیں اسلام محض دعوت و تبلیغ کے ذریعے پھیلایا نہیں جا سکتا بلکہ عظمت اسلام کی حفاظت اور قرآن کی حاکمیت کے لئے جہاد کرنا انتہائی ضروری ہے"۔

جناب حقانی نے ایک اور موقع پر کہا:

"اللہ تعالیٰ جس طرح مجاہدین کی رہنمائی اور مدد کرتا ہے اسی طرح مجاہدین

"اسلام کی عزت اور کفر کی ذلت جہاد کے بغیر ممکن نہیں اسلام محض دعوت و تبلیغ کے ذریعے پھیلایا نہیں جا سکتا بلکہ عظمتِ اسلام کی حفاظت اور قرآن کی حاکمیت کے لئے جہاد کرنا انتہائی ضروری ہے"۔ (الحاج حقانی)

کی چلائی جانے والی گولیوں کو نشانے پر ٹھیک لگا دیتی ہے۔ مجاہدین کی اکثر و بیشتر گولے دشمن کے اہم ٹھکانوں اور مراکز پر اس طرح ٹھیک لگے ہیں جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جناب حقانی صاحب نے جنگ خوست کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ، "جنگ کے دوران صفِ اول کے مجاہدین نے مجھ سے ٹینک کے گولے طلب کئے جنگ بھی شدت سے جاری تھی اور طلب شدہ گولے بھی ایک گھنٹہ کے اندر اندر پہنچانے تھے۔ کیونکہ دشمن پیش قدمی کر رہا تھا۔ میں بہت پریشان تھا میں اسی سوچ میں ڈوبا تھا کہ اچانک دشمن کے طیاروں نے پیراشوٹ کے ذریعے کچھ سامان اتارا۔ یہ سامان ٹھیک اس جگہ پر اتر گیا جس پر کل تک دشمن قابض تھا مگر آج وہ جگہ مجاہدین کے قبضے میں تھا۔ مجاہدین سوچ رہے تھے کہ شاید یہ غذائی مواد ہو مگر انہوں نے جب دیکھا معلوم ہو گیا کہ ٹینک کے گولے ہیں۔ جن کی مجاہدین اشد ضرورت محسوس کر رہے تھے

مجاہدین نے مجھے وائرلیس پر خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے ہماری ضرورت کے مطابق ٹینک کے گولے کابل سے بھجوا دیئے ہیں"۔

اسی روز عصر کے وقت نشتر پارک میں "آئین شریعت" کا ایک عظیم الشان جلسہ جمیعت العلماء اسلام کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا۔ جس میں جناب جلال الدین حقانی کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

جناب حقانی صاحب سے پہلے جن علماء کرام نے جلسے سے خطاب کیا ان میں جناب مولانا محمد اجمل قادری اور دیگر نامور علماء شامل تھے۔ انہوں نے اپنی اپنی تقریروں میں فاتح خوست کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

"یہ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ جہاد افغانستان کا ایک فاتح کمانڈر جس کی ہمت دبہادری و مردانگی کی بدولت آج پوری دنیا میں امت مسلمہ کی عظمت کی کلاہ بلند ہے ہمارے اس جلسہ میں موجود ہے یہ ہم سب کے لئے سعادت و خوشی کی بات

> اللہ تعالیٰ جس طرح مجاہدین کی رہنمائی اور مدد کرتا ہے اسی طرح مجاہدین کی چلائی جانے والی گولیوں کو نشانے پر ٹھیک لگا دیتا ہے:

ہے۔

جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جناب الحاج جلال الدین حقانی نے کہا:

"امتِ مسلمہ بالخصوص پاکستان کے علماء اور قوم نے جہادِ افغانستان کی بھرپور حمایت و مدد کی ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ مگر اب جبکہ کفار اور اسلام دشمن قوتیں افغانستان میں جہاد کا نام تک مٹانا چاہتی ہیں وہ مجاہدین کی حکومت کے قیام کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں، اور وہاں ایک اسلامی حکومت کی بجائے کوئی لادین اور سیکولر حکومت قائم کرنے کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ ان علماء اور پاکستانی قوم کا فرض بنتا ہے کہ وہ افغان مجاہدین کی پہلے سے کہیں بڑھ کر امداد و حمایت کریں۔ جہاد افغانستان کے حق میں سب سے پہلے "فتویٰ" جس میں اس جہاد کو تمام عالمِ اسلام کا فریضہ قرار دیا گیا۔ جناب مرحوم مفتی محمود صاحب نے جاری کیا تھا۔ اب ان کے خلف پر ہے کہ وہ جہاد افغانستان کی حمایت کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو متوجہ رہیں

اسی روز مغرب کے وقت جامعہ فاروقیہ میں جناب الحاج جلال الدین حقانی کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جامعہ فاروقیہ کے مہتمم جناب مولانا فاروق خان نے کہا، آج ہماری آنکھیں ایک ایسے شخص کی ملاقات سے محظوظ ہو رہی ہیں جس نے

> "جہادِ افغانستان کے حق میں سب سے پہلے "فتویٰ" جس میں اس جہاد کو تمام عالم اسلام کا فریضہ قرار دیا گیا جناب مرحوم مفتی محمودؒ صاحب نے جاری کیا تھا۔ اب ان کے خلف پر ہے کہ وہ جہادِ افغانستان کی حمایت کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو متوجہ رہیں" (الحاج حقانی)

اپنی عمر کے تقریباً ۲۰ سال باطل قوتوں کے خلاف حق کے مورچوں میں گزار دیئے ہیں اور عالمِ اسلام کی سربلندی کے لئے قابلِ فخر فتوحات اور کارنامے انجام دیئے ہیں

بعد میں حقانی زندہ باد، جہاد افغانستان زندہ باد کے نعروں کی گونج میں جناب حقانی سٹیج پر تشریف لائے اور جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

" ان ادوار میں اسلامی معاشرے کے لئے یہ ایک مشکل رہی کہ اہل علم کے پاس علم تو موجود تھا مگر علم تنفیذ کرنے اور رائج کرنے کی توان موجود نہیں تھی اسی بناء پر لوگوں نے اسلام کے بہت سے احکامات کو نظر انداز کر دیا۔ اب جبکہ جہاد کی برکت سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کو علم رائج کرنے کی طاقت بخشی ہے۔ اب ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی بے لاگ کوششوں کے ذریعے ایک واحد ملت بنانے کا راستہ ہموار کرے،

افغانستان میں تو جہاد کی بدولت ایک جہانی طاقت سامنے آئی اور مسلمانان عالم کے لئے ایک جہادی مرکز بن گیا۔ روس کو شرمناک شکست کا سامنا ہو گیا اور جہادِ افغانستان کی برکت سے کمیونزم کی زنجیریں ٹوٹ گئیں، مشرقی یورپ اور وسطی ایشیا کی ریاستوں نے کمیونزم کے چنگل سے نجات پائی، کشمیر اور فلسطین میں تحریک آزادی کی لہریں مزید موجزن ہو گئیں۔

حقانی صاحب نے اپنی اس تقریر کے آخر میں کہا: " ہم جہاد کے استمرار پر

یقین رکھتے ہیں اور اس کے بغیر کوئی

> "ہم جہاد کے استمرار پر یقین رکھتے ہیں۔ اور اس کے بغیر کوئی اور طریقہ ہمارے مسئلہ کے حل کا راستہ نہیں ہوسکتا"۔

اور طریقہ ہمارے مسئلہ کے حل کا راستہ نہیں ہوسکتا۔"

بروز ہفتہ ۱۹۹۲ کو جامعۃ بنوریہ میں جناب حقانی صاحب کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد ہوا، اس جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جناب حقانی صاحب نے کہا:

" دین کی اشاعت، حق کی بالادستی و حاکمیت اور عدالت و انصاف کی برقراری جہاد ہی کے ذریعے ممکن اور محفوظ ہوسکتی ہے، ہم میں ہمیشہ جہاد کرنے کی طاقت موجود ہونا چاہیئے اور جہاد سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔"

جناب حقانی صاحب نے کہا:

" دنیا کے کفار اور اسلام دشمن طاقتیں جہاد کے خلاف ایسی سازشوں میں مصروف ہیں۔ جو ہمارے مسلمانوں کے مقاصد و اہداف کے سراسر منافی اور برعکس ہیں اس بناء پر علماً کرام کا فرض ہے کہ وہ اس خطرناک بین الاقوامی سازش کو ناکام بنانے کے لئے اپنی پوری قوت کو بروئے کار لائیں"

اس کے بعد جناب الحاج جلال الدین حقانی نے جامعۃ کراچی کا بھی دورہ کیا جامعہ کراچی پہنچ کر جامعے کے صدر پاکستان کے نامور عالم دین جناب مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب اور جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ نے جناب حقانی صاحب کا پرجوش استقبال کیا۔ جامعہ کے دفتر میں مختصر ملاقات کے بعد جناب حقانی جامعہ کی لائبریری کا

> دنیا کے کفار اور اسلام دشمن طاقتیں جہاد کے خلاف ایسی سازشوں میں مصروف ہیں جو ہمارے مسلمانوں کے مقاصد و اہداف کے سراسر منافی اور برعکس ہیں۔ اس بناء پر علماً کرام کا فرض ہے۔ کہ وہ اس خطرناک بین الاقوامی سازش کو ناکام بنانے کے لئے اپنی پوری قوت کو بروئے کار لائیں"

دورہ کیا۔ اور بعد میں جناب حقانی صاحب نے یہاں بھی ایک جلسہ سے خطاب کیا جو ان کے اعزاز میں منعقد کیا گیا تھا۔

حقانی صاحب نے کہا:

عزیز بھائیو! جہاد دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے، جہاد کے دوران حقیقی فتح و نصرت کا راز جنگی سازوسامان اور افراد پر منحصر نہیں بلکہ فتح و نصرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

افغانستان میں روس ایک باقاعدہ اور منظم فوج رکھتا ہے ان کے پاس اسلحہ کے انبار لگے ہوئے تھے، طاقت و قوت کے مالک تھے اور تمام امکانات سے بہرہ مند تھے۔ مگر اس کے برعکس تمہارے بھائی افغان مجاہدین نہتے اور خالی ہاتھ تھے اور خالی ہاتھ ہی سے انہوں نے جہاد کا آغاز کیا۔ ان کے پاس تو جنگی سازوسامان نہ ہونے کے برابر تھے۔ مگر جذبۂ ایمان سے سرشار اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت پر مکمل بھروسہ رکھتے تھے۔ اسی بناء پر نہ صرف یہ کہ روسی افواج کو شرمناک شکست دے دی۔ بلکہ روسی سلطنت اور کمیونزم کا بوریا بستر روئے زمین سے عملاً لپیٹ دیا گیا۔ انہوں نے کہا۔ امت مسلمہ کی عظمت و سربلندی اور بیداری کا راز ان کی وحدت اور آزادی میں ہے، اور اسی سے ہندؤں کی ظلم و وحشت کا خاتمہ اور کشمیر کی آزادی ممکن ہوسکتی ہے اور فلسطین بھی صیہونیوں

کے ناپاک چنگل سے نجات پائے گا۔"

جناب حقانی نے جامعہ فاروقیہ میں اپنے اعزاز میں منعقدہ جلسہ میں بھی خطاب کے لئے وہاں تشریف لے گئے حقانی صاحب کی تقریر سے پہلے جامعۃ العلوم کے صدر جناب عزیز خان نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"اب حالات مسلمانوں کے حق میں ہیں اور جہاد افغانستان نے دنیا کے مظلوم قوموں کو بیدار کیا اور ان میں جذبہ جہاد اور آزادی کی روح پھونک دی"۔

اس کے بعد جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جناب الحاج جلال الدین حقانی نے کہا؛

"اللہ تعالیٰ مجاہدین، مہاجرین اور انصار سے راضی ہے۔ کیونکہ انہی کے ذریعے کفر ذلیل اور اسلام عزت و سربلندی کے کناروں تک پہنچتا ہے۔

بھائیو! جہاد اور مجاہدین کی فضیلت نصوص قرآن اور احادیث پاک سے ثابت ہے۔ ایک کتاب میں روایت ہے کہ ایک سال میں جتنے مسلمان حج ادا کرتے ہوئے انہیں جتنا ثواب ملتا ہے، اسی اندازے کے اجر و ثواب کے مطابق ثواب مجاہدین کو ملتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دنیا میں جتنے مسلمان نماز ادا کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں ان کے ثواب کے برابر ثواب اللہ تعالیٰ مجاہدین کو نصیب کرتا ہے، نماز کا فائدہ صرف نمازی کو ہوتا ہے جبکہ جہاد کا فائدہ ساری دنیا اور تمام امت مسلمہ کو ہوتا ہے۔ اس لئے جہاد کی ثواب و اہمیت تمام عبادات میں سے بڑھ کر ہے۔ جناب حقانی کی تقریر کے بعد شیخ الحدیث جناب ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ صاحب نے جہاد افغانستان پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

"بھائیو! تاریخ انسانی بے شمار جنگوں کی شاہد ہے مگر تاریخ اسلام میں جہاد افغانستان کو ایک بڑا مقام اور فضیلت حاصل ہے میں خود کئی دفعہ افغانستان جا چکا ہوں اور وہاں سرسبز علاقے اور جنت نظیر باغات دیکھ چکا ہوں۔ میری جب کسی افغان سے بات چیت ہوتی اور اس سے ان باغات کے بارے میں استفسار کرتا تو اس کا کہنا یہ ہوتا کہ ہم اپنے باغات تباہ کرنے اور اپنے گھروں کے مسمار کرنے کے لئے تیار ہیں مگر اپنے اسلامی عقیدے کے خلاف کچھ کہنے اور اپنے سینوں سے دین و عقیدے کی آگ بجھانے اور مٹانے

نماز کا فائدہ صرف نمازی کو ہوتا ہے جبکہ جہاد کا فائدہ ساری دنیا اور تمام امت مسلمہ کو ہوتا ہے۔ اس لئے جہاد کی ثواب و اہمیت تمام عبادات میں سے بڑھ کر ہے۔"

(حقانی)

"امت مسلمہ کی عظمت و سربلندی اور بیداری کا راز ان کی وحدت اور آزادی میں ہے۔ اور اسی سے ہندوؤں کی ظلم و وحشت کا خاتمہ اور کشمیر کی آزادی ممکن ہو سکتی ہے اور فلسطین بھی صیہونیوں کے ناپاک چنگل سے نجات پائے گا۔"

(الحاج حقانی)

کے لئے ہر گز تیار نہیں۔ میں افغانوں کی عظمت اور تزلزل ناپذیر ارادوں کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے سینوں کو دشمن کی گولیوں کے سامنے سپر کر دیا۔ تکالیف برداشت کئے مگر کلمہ حق لا الہ الا اللہ کو نہ چھوڑا۔

اسی طرح کا ایک جلسہ مخزن العلوم میں بھی منعقد کیا گیا تھا۔ مخزن العلوم کے صدر نے جناب الحاج جلال الدین حقانی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم اپنے مجاہد کمانڈر کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا خون اور ہمارے جان و مال سب کچھ جہاد کی راہ میں ان کے پیش خدمت ہیں اور ہر نوع قربانی پیش کرنے کے لئے حاضر ہیں۔

بعد میں جلسہ سے جناب الحاج حقانی نے بھی خطاب کیا اور کہا:

عزیز بھائیو! روسیوں نے اپنی قوت وحشت اور بربریت کے بل بوتے پر افغانستان پر حملہ کیا اور چاہا کہ افغانوں کی قوت مزاحمت کو کچل دیا جائے۔ مگر غیور افغانوں نے اپنی ہمت و غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لیا اور اپنی جان و مال کی بے دریغ قربانیوں کی بدولت روس کو شکست سے دوچار کر دیا اور افغانوں کی ان قربانیوں کی برکت سے دنیا میں مظلوم اقوام کو بیداری نصیب ہوئی اور آزادی کا جذبہ موجزن ہوگیا۔

حقانی صاحب نے اپنی تقریر کے آخر میں مسلمانوں اور علماء کرام پر زور دیا کہ وہ جہاد کی اس تحریک کو تقویت بخش کر قوموں میں جذبۂ جہاد کو ابھار دیں۔ اور عملی طور پر دینی مدارس کو اسلام کی نشر و اشاعت کے مراکز بنادیں۔

جناب حقانی صاحب کے دورے کے دوران ہفت روزہ "تکبیر" کے مدیر اعلیٰ جناب محمد صلاح الدین صاحب نے بھی ان سے ملاقات کی اور جہاد کی موجودہ صورت حال کے سلسلے میں ان سے انٹرویو بھی کیا۔

جناب جلال الدین حقانی کا دورہ کراچی بڑی اہمیت کا حامل ہے، اکثر و بیشتر دینی اداروں اور حلقوں میں جہاد افغانستان کی ایک بار پھر پر زور حمایت کی گئی اور ایک اسلامی حکومت کے قیام تک افغان مجاہدین سے تعاون اور ہمکاری کا اظہار کیا گیا۔

"میری جب کسی افغان سے بات چیت ہوتی اور اس سے ان باغات کے بارے میں استفسار کرتا تو اس کا کہنا یہ ہوتا کہ ہم اپنے باغات تباہ کرنے اور اپنے گھروں کے مسمار کرنے کے لئے تیار رہیں مگر اپنے اسلامی عقیدے کے خلاف کچھ کہنے اور اپنے سینوں سے دین و عقیدے کی آگ بجھانے اور مٹانے کے لئے ہر گز تیار نہیں"

کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کا مستقبل مخدوش نہیں

الحاج مولوی جلال الدین حقانی کا

انٹرویو

ملاقات سلطان صدیقی

خوست میں گرفتار کئے جانے والے کابل فوجیوں کو رہا کر دیا گیا

پشاور صدر سے ۲۲۰ کلومیٹر جنوب مغرب کی جانب صوبہ پکتیا کے سرحدی علاقے میں واقع مجاہدین کے مشہور و معروف اور اہم جنگی مرکز ژوار میں خوست چھاؤنی پر قبضہ کے دوران گرفتار کئے گئے کوئی ایک ہزار فوجی عسکر اور ملیشیا سپاہی ایک سادہ مگر پروقار تقریب میں باقاعدہ طور پر رہا کر دیئے گئے۔

فاتح خوست الحاج مولوی جلال الدین حقانی نے ان قیدیوں کی باضابطہ رہائی کا رسمی اعلان کیا اور ان قیدیوں میں اسناد، رقوم اور کپڑے جوتے تقسیم کئے۔ جبکہ حراست میں لیتے وقت ان کے قبضے سے لی گئی رقوم اور اشیاء بھی انہیں لوٹا دی گئیں۔

ژوار مرکز جہاں افغان کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کا اگلا اجلاس عنقریب منعقد کیا جائے گا۔ اس مرکز کو ان قیدیوں کے تعاون سے دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اور جہاں پہلے ندی تھی وہاں پختہ پشتے تعمیر کر کے مجاہدین کی تربیت کے لئے پریڈ گراؤنڈ، گاڑیوں کے پارکنگ، محفوظ جلسہ گاہ اور دو رویہ کچے مگر کافی حد تک بہتر راستے میں تبدیل کیا گیا ہے، جبکہ پہاڑوں کے اندر محفوظ پناہ گاہیں اور رہائش گاہیں بھی تعمیر کی گئی ہیں۔

رہائی پانے والے جنگی قیدی جن کی اکثریت گلم جم نامی جوزجانی ملیشیا پر مشتمل تھی۔ تقریباً دس ماہ تک مجاہدین کی زیر حراست رہے، رہائی کے وقت ان میں جو اسناد تقسیم کئے گئے۔ ان میں واضح طور پر تحریر کیا گیا ہے کہ ان افراد نے دس ماہ تک مجاہدین کی خدمت کی ہے۔ ان کی رہائی کا اعلان کرتے وقت کمانڈر الحاج حقانی نے ان سے وعدہ لیا کہ وہ دوبارہ کابل حکومت کے پاس نہیں جائیں گے جس پر ان قیدیوں نے ہاتھ اٹھا کر اور تکبیر کے نعرے لگا کر عہد کیا کہ وہ دوبارہ کابل حکومت کی فوج میں شامل نہیں ہوں گے ان فوجیوں کو یہ دعوت بھی دی گئی کہ اگر وہ جناب حقانی کے مراکز یا دیگر مجاہد تنظیموں میں سے کسی کے پاس جا کر کام کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے یہ دروازے بھی کھلے ہیں اور اگر مہاجر کیمپوں یا اپنے علاقوں میں واپس جانا چاہتے ہیں۔ تو بھی وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں البتہ اگر کابل فوج میں شامل ہو کر دوبارہ مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے تو پھر ان کے لئے اسلامی قوانین کی رو

سے معافی نہیں ہوگی . بلکہ اگلی بار پھر انہیں قتل کیا جائے گا .

رہائی پانے والے ملیشیا سپاہیوں اور فوجی عسکروں کے چہرے چمک رہے تھے اور مجاہدین کو دعائیں دیتے ہوئے جلد از جلد اپنے رشتہ داروں سے جا ملنے کے لئے بے تاب تھے . جوزجانی ملیشیا سے تعلق رکھنے والے سپاہی پشتو زبان سے نابلد تھے . وہ ازبکی، ترکمانی، تاجکی اور فارسی زبان بول سکتے تھے جب کہ دیگر عسکروں میں بھی اکثریت فارسی بولنے والوں کی تھی . اور اکثر عسکر اور سپاہی پاکستان کے مہاجر کیمپوں میں اپنے رشتہ داروں کے پاس جانے اور محنت مزدوری کرنے کے ارادے ظاہر کر رہے تھے

الحاج مولوی جلال الدین حقانی سے ژدار مرکز میں اس تقریب کے اختتام پر کچھ یوں گفتگو ہوئی .

سوال : مولوی صاحب : پشاور میں بعض افغان خبر رسان اداروں کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کا مستقبل مخدوش ہے اس بارے میں آپ کچھ بتائیں گے ؟

حقانی صاحب : شوریٰ کا مقصد یہ ہے کہ افغانوں میں ایک وحدت و اتحاد ہو . مختلف تنظیموں، گروہوں ، علاقوں اور مراکز کی قیادتوں سے ایک صف ، ایک قیادت ایک کمان تشکیل دی جائے . اس مقصد کے حصول تک جب یہ شوریٰ پہنچ جائے تو پھر اس کی ضرورت نہیں رہے گی .

یعنی ایک مؤثر ، بااعتماد اور نمائندہ شوریٰ جو تمام افغانوں کی نمائندگی کرے تشکیل دی جائے جو اپنے میں سے ایک عبوری حکومت تشکیل دے . یہ شوریٰ جاہ طلب لوگوں کا مجموعہ نہیں ہے . بلکہ اس کا مقصد ایک نمائندہ شوریٰ اور عبوری دور کے لئے ایک عبوری حکومت کے قیام کے لئے سازگار فضا قائم کرنا ہے ، چنانچہ اس شوریٰ کا مستقبل اس صورت میں مخدوش ہوتا جب اس کا مقصد یہ ہوتا کہ یہ مستقبل میں افغانستان میں مستقل حکومت قائم کرتی ، اس کی دعویدار کرتی اور ایک پارٹی کی حیثیت سے قائم رہنا چاہتی . تو پھر اس کا مستقبل مخدوش ہوتا مگر ایسی کوئی بات نہیں ہے اس کا ہدف و منزل اور مستقبل معلوم ہے اس کے اغراض و مقاصد اور کام معلوم ہے اس کا کام کمانڈروں میں ہم آہنگی لانا . انہیں باہم مربوط کرنا ہے ، کہ مستقبل میں خانہ جنگی کا احتمال ختم ہو . ملک کی تقسیم کا

احتمال ختم ہو۔ اور ایک نمائندہ شوریٰ کے لئے راہ ہموار ہو جو عبوری دور کے لئے ایک نمائندہ حکومت بنا دے۔

چنانچہ ان مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا مستقبل مخدوش نہیں، تاریک نہیں بلکہ اس کا مستقبل معلوم اور واضح ہے۔ دراصل جو لوگ قصداً عمداً اس کام کے مخالف ہیں وہ اسے مخدوش کہتے ہیں یا پھر وہ لوگ جن کی سوچ اس اعلیٰ مقصد تک نہیں پہنچتی اور جو عواقب و نتائج کے بارے میں دور بینی و دور اندیشی نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ اس شوریٰ کا مستقبل مخدوش ہے۔ اور خطرے میں ہے۔ حالانکہ موجودہ حالات میں کامیابی تک پہنچنے کے حوالے سے شاندار نتائج کی توقعات کمانڈروں کی اس عمومی شوریٰ سے وابستہ ہیں۔

سوال: دراصل کمانڈروں کی عمومی شوریٰ کا اجلاس پروگرام کے مطابق منعقد نہ ہونے کی وجہ سے بھی یہ تاثر ابھرنے لگا۔ یہ اجلاس کیوں نہ ہو سکا۔ حالانکہ آپ لوگوں نے یہاں مرکز میں کافی تیاریاں کر لی ہیں اور تمام تر انتظامات پورے نظر آ رہے ہیں؟

حقانی صاحب: سردی اور برفباری کے باعث اکثر کمانڈر نہ پہنچ سکے۔ وہ اپنے اپنے علاقوں میں ٹھہر گئے کہ ان کے لئے ادھر پہنچنا ممکن نہ تھا۔ اس کے علاوہ جو قریب تھے ان کی طرف سے بعض کمانڈروں کے لئے راستے میں خطرات کا احتمال تھا یا جو لوگ اتحاد و اتفاق کے خلاف ہیں ڈیڑھ اینٹ کے مسجد بنانے کے قائل اور اس پر خوش ہیں وہ لوگ راستوں میں بعض کمانڈروں کی مزاحمت کرنا چاہتے تھے، چنانچہ موسمی حالات اور ان خطرات کے پیش نظر یہ اجلاس مؤخر کر دیا گیا

سوال: حکومتِ پاکستان کی طرف سے اس قسم کا موقف سامنے آیا ہے کہ وہ بھی اب سابق شاہ ظاہر شاہ کی واپسی کے حق میں ہے اس کے متعلق کچھ کہیں گے؟

حقانی صاحب: پاکستانی حکام سے ان دنوں میری کوئی ملاقات نہیں ہوئی ہے اس لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے اپنا موقف تبدیل کیا ہے یا نہیں اور وہ سابق شاہ کو لا رہے ہیں یا نہیں۔ ہاں! البتہ جہاں تک یہ باتیں کہ حکومتِ پاکستان سابق شاہ کی واپسی کے لئے آمادہ ہو رہا ہے۔ یا سابق شاہ افغانستان واپس آ کر اقتدار سنبھالنے پر رضا مند ہو رہا ہے یا نجیب اور اس کے ساتھیوں کا یہ اطمینان کہ گویا وہ عبوری حکومت میں شامل ہو گا یہ تمام افواہیں، کوششیں، خدشات اور پروگرامات بننے اور قائم ہونے کی اصل وجہ افغانوں اور بالمخصوص مجاہدین کے درمیان عدم اتحاد ہے، اگر مجاہد افغانوں کی ایک واحد قیادت موجود ہوتی یا فی الحال یا مستقبل قریب میں بھی اس کی توقع ہوتی تو پھر نہ تو نجیب عبوری حکومت میں شمولیت کی خواہش و امید کرتا۔ نہ سابق شاہ یہ توقع رکھتا کہ وہ افغانستان میں ثالث یا مستقبل کے حکمران کی حیثیت سے آئے نہ حکومتِ پاکستان ایسی کوشش کرتا کہ سیاسی حل کے نام پر ظاہر شاہ یا نجیب کے ہمراہ عبوری حکومت کے قیام کی حمایت کرتا۔ ہو سکتا ہے میرا اجتہاد غلط ہو مگر اس کی اصل وجہ مجاہدین کا عدمِ اتحاد ہے۔ لوگ ان سے مایوس ہو چکے ہیں اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہیں۔

سوال: کیا واحد قیادت ممکن ہے اتحاد کیسے آئے گا؟

حقانی صاحب: جس طرح کہ میں نے پہلے بھی اشارہ کیا کہ ایک با اختیار، مؤثر اور با اعتماد شوریٰ بنے وہ عبوری حکومت قائم کرے جس کی نگرانی میں انتخابات ہوں اور مستقل حکومت ہے۔

سوال: سابق شاہ کی واپسی

پر آپ کا ردِ عمل کیا ہوگا ؟

حقانی صاحب : ظاہر شاہ کی واپسی پر جہاں تک اسلام ہمیں اجازت دے گا ہمارا ردِ عمل اس حد تک ہوگا ۔

سوال : یعنی آپ اس کی حکومت کے خلاف لڑیں گے ؟

حقانی صاحب : یہ تو اس وقت دیکھیں گے کہ سابق شاہ کس کے ہاتھوں آرہا ہے امریکہ اسے لارہا ہے یا روس، دوسرے ممالک کے ذریعے آتا ہے ۔ یا پاکستان اسے لارہا ہے، نجیب وغیرہ کے مشورے سے آرہا ہے، کس طرح آرہا ہے، اسلام کی رو سے غیر ملکی مسلط حکومت ہو تو پھر نجیب کابل اور اس کی حکومت کے درمیان فرق نہیں ہوگا۔

ہاں : اگر خود افغان عوام غیر ملکی دباؤ کے بغیر خود مل بیٹھ کر انہیں لانے کا فیصلہ کریں تو پھر یہ واپسی درست ہوگی اس صورت میں تمام افغانوں کا جو بھی ردِ عمل ہوگا وہی میرا بھی ہوگا۔ کیونکہ میں بھی تمام افغانوں میں سے ایک ہوں ان سے الگ کیسے رہ سکتا ہوں ۔

سوال : افغانستان سے روسی فوجی انخلا کے تین سال ہوئے اس دوران چند چھاؤنیوں کے علاوہ مجاہدین کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکے ۔ اب سوویت یونین کے خاتمے کے بعد یہ تاثر ملتا ہے کہ نجیب حکومت پر روس کا دباؤ تھا وہ بھی ختم ہوگیا۔ چنانچہ وہ دباؤ کے ذریعے اسے ہٹا کر کسی دوسرے کو لانے کے پوزیشن میں نہیں رہا۔ ایسے میں یہ تاثر کس حد تک درست ہے کہ کابل حکومت پہلے سے زیادہ مضبوط ہوگئی ہے ؟

حقانی صاحب : ایک حقائق ہوتے ہیں اور ایک پروپیگنڈہ ۔ دونوں میں فرق ہے ۔ آپ جو کہہ رہے ہیں یہ مخالفانہ پروپیگنڈے کا حصہ ہے۔ مگر حقائق کے لحاظ سے یہ بات درست نہیں کہ روسی فوجی انخلا کے بعد صرف دو، تین چھاؤنیاں قبضہ کی جاسکی ہیں۔ گذشتہ سال ۲۵، ۲۶ چھوٹے بڑے اضلاع پکڑی گئیں، افغانستان کے ۲۷۰ مراکز میں سے ۲۲۰، ۲۳۰ مراکز مجاہدین کے زیرِ قبضہ ہیں، روسی انخلا کے بعد بہت سے حکومتی مراکز پکڑے گئے ہیں اور جو باقی ہیں وہ ہر وقت خطرے میں ہیں ۔

نجیب حکومت کی مضبوطی کی جو بات ہے، حقیقت یہ ہے کہ نجیب حکومت مضبوط نہیں ہے، فوج کا جو تصور باقی ہے وہ نہیں ہے، اگر نجیب مضبوط ہوتا تو وہ بار بار یہ کیوں کہتا کہ میں مجاہدین کے لیے اقتدار میں بڑا حصہ دینے کو تیار ہوں ۔ وہ اقوام متحدہ سے کیوں آہ و زاری کرتا تاکہ وہ اپنا پانچ نکاتی امن فارمولا نافذ کرے اور سابق شاہ سے افغانستان واپسی کے لئے فریاد کیوں کرتا اس سے تو یہ تاثر ملتا ہے کہ نجیب یہ سمجھتا ہے کہ وہ مستقبل میں حکمران نہیں رہ سکتا۔ سارے افغان اس کے خلاف ہیں ۔ فوج کا تصور ہے وہ اس شکل میں باقی نہیں ہے ۔ وہ یہ تصور نہیں کرسکتا کہ وہ خود یا اس کے قریبی اعلیٰ حکمران ساتھی مستقبل میں افغانوں پر حکومت کرسکیں گے یا افغان انہیں قبول کرلیں گے ۔ جب ان کے اعلیٰ حکمران ساتھی حکومت میں آنے کا تصور نہیں کرسکتے تو ان کے چھوٹے اہلِ کار کیسے کرسکیں گے اور انہیں کون قبول کرے گا۔

جب کابل حکومت بدلے گی تو پورا نظام بدلے گا۔ اس میں کام کرنے والے سارے لوگ بدلیں گے۔ آپ دیکھیں کہ نقشے کی خرابی کے باعث اگر کسی عمارت کو تبدیل کیا جاتا ہے تو اسے بنیادوں سے اکھاڑا جاتا ہے نہ کہ اوپر اوپر تبدیلی کی جائے۔ یہی مثال کابل حکومت کی ہے وہ تبدیل ہوگی تو مکمل تبدیل ہوگی، چنانچہ نجیب تب مضبوط ہوتا جب اسے یہ احساس ہوتا کہ مستقبل

کی حکومت میں وہ باقی رہ سکتا، اس کی مضبوطی واستحکام کے لئے کوئی دلیل نہیں اگر وہ اس لحاظ سے مضبوط ہے کہ ریڈیو ٹی وی اس کے کنٹرول میں ہے، یا اقوام متحدہ میں بدستور اُسے نمائندگی حاصل ہے تو دنیا میں ایسی بہت سی حکومتیں ہیں جو غلط ذرائع سے حکومت پر قبضہ کرتی ہیں، حکومت حقیقت میں ہوتی نہیں ہے مگر جب ایک بار قبضہ کر کے مرکز میں بیٹھ گیا ریڈیو پر کنٹرول حاصل کر لیا، پھر اس کے نمائندے بھی ہوتے ہیں، اور دنیا میں حکومت کے نام سے پھر جانا بھی جاتا ہے، اس شکل میں وہ بھی حکومت پر قابض ہے اور اسے حکومت ہی جاسکتی ہے، مگر وہ کتنا عرصہ حکمران رہے گا، اس کا زور کتنا ہے اس بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا، اس کی حکومت حقیقتاً کمزور اور ضعیف ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے اشارہ کیا کہ یہ کمزور حکومت اس لئے قائم کیا کہ مجاہدین عدم اتحاد کا شکار ہیں۔

سوال: گردیز پر مجاہدین کے حملے کی ناکامی کا ایک بڑا سبب کابل پکتیا شاہراہ کی بندش نہ ہونا ہے، اب آپ کے ایک پیغام کے جواب میں لوگر صوبے کے کمانڈروں نے پشاور میں اجلاس کے دوران فیصلہ کیا کہ وہ لوگر جا کر اس راستے کو بند کریں گے۔ اگر یہ شاہراہ بند ہو جائے تو گردیز کا مستقبل کیا ہوگا۔ آپ اسے فتح کر سکیں گے؟

حقانی صاحب: میرا خیال ہے کہ اگر کابل گردیز شاہراہ بند ہو جائے تو پھر اگر میں یہ کہوں کہ پھر گردیز پر سرے سے جنگ اور حملے کی ضرورت ہی نہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ گردیز کا راستہ بند ہونے کے بعد وہاں موجود حکومتی اہلکاروں اور فوجیوں کو یہ امید اور توقع نہیں کہ ملک کی بندش کے بعد وہ باقی رہ سکیں گے۔ ہمارے لئے اصل مسئلہ یہ ہوگا۔ کہ گردیز کو کس طرح سنبھالا جائے۔ اسے لوٹ مار اور تباہی سے کیسے محفوظ رکھا جائے۔ قبضہ تو بغیر جنگ کے ہوگا۔ گردیز کا راستہ مکمل بند ہو تو پھر انشاء اللہ اس کی فتح میں کوئی مشکل نہیں اس لئے کہ گردیز میں طیاروں سے کمک پہنچانے کا ایسا انتظام نہیں جو خوست میں تھا وہاں ٹرانسپورٹ طیارے نہیں اتر سکتے وہاں کمک صرف زمینی راستے سے ہو رہی ہیں، اسی طرح اطراف سے بھی ایسی صورت حال نہیں جیسے خوست میں تھی۔ وہاں پاکستانی قبائلی علاقوں سے سمگلنگ وغیرہ کے ذریعے ضرورت کا سارا سامان فراہم ہو رہا تھا۔ یہاں "مالی خیل" قبائل میں کابل حکومت نے جتنا کام کیا تھا۔ گردیز کے حوالے سے ایسی بات بھی نہیں کہ یہ پاکستانی سرحد سے بہت دور ہے، چنانچہ زمینی راستے بند ہونے کی صورت میں ان کی موت یقینی ہے اور موت سے بچنے کے لئے وہ مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالیں گے۔

سوال: مولوی صاحب! آپ نے آج (۱۲ جنوری) افغان عسکریوں کی بڑی تعداد تقریباً ایک ہزار کو رہائی دلادی، مگر فوجی جرنیلوں اور دوسرے اعلیٰ افسروں کو رہائی نہیں دی انہیں کب رہائی ملے گی؟

حقانی صاحب: خوست میں کل تین ہزار فوجی قیدی بنا لئے گئے تھے، جن میں سات جنرل، ایک سو پچاس دوسرے افسر اور سترہ سو فوجی وملیشیا سپاہی ہمارے مجاہدین نے پکڑے تھے ان قیدیوں میں سے بیمار اور زخمیوں کو یا جن کے کچھ رشتہ دار وغیرہ آئے تھے یا مختلف مواقع مثلاً ۲۲ دسمبر، ۲۷ اپریل، ۱۶ فروری وغیرہ خاص مواقع پر رہا کئے گئے۔ اب تقریباً ایک ہزار عسکر اور ملیشیا ہیں جنہیں رہائی دی گئی، ان فوجیوں کو دینی تعلیم و تربیت دس ماہ تک دی گئی اس دوران انہوں نے مجاہدین کی خدمت کی، جہاں تک جنرلوں اور دوسرے فوجی افسروں کی رہائی کی بات ہے۔ تو یہ فیصلہ ہم کمانڈروں کی شوریٰ کے اجلاس میں کرینگے

کہ کب انہیں رہا کرتے ہیں، دراصل ہم یہ اطمینان چاہتے ہیں کہ یہ لوگ واپس کابل حکومت کے پاس نہ جائیں، اگر یہ لوگ اپنے اہل وعیال کو وہاں سے بلا کر یہاں رہیں تو پھر ہم انہیں رہا کر دیں گے۔

ہم نے بعض لوگوں کو رہا کیا تھا مگر وہ واپس گئے، خصوصاً ریڈیو خوست پر مجاہدین کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرنے والا مولوی گلاجان اور جنرل شیرین واپس گئے۔ اس لئے ہم یہ اطمینان کریں گے کہ یہ لوگ ایسا نہ کر سکے اور یہ دوبارہ کابل حکومت کے پاس جا کر ہمارے خلاف جنگ میں حصہ نہ لیں۔

یا اگر انہیں اپنے قیدیوں کے بدلے تبادلہ کرنے کی ضرورت پڑی تو وہ فیصلہ بھی کمانڈروں کے باہمی اجلاس میں کریں گے لیکن تبادلے کی بات اس صورت میں ہوگی جب ہمیں یہ احساس ہو جائیں کہ یہ لوگ ناقابلِ اصلاح ہیں، فی الحال تو ہماری توقع ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائیگی۔

بقیہ:۔ اداریہ

ثابت ہونگے، امت مسلمہ اور بالخصوص ملائشیا بمراد بر اسلامی ممالک سے ہماری پرزور اپیل ہے کہ وہ اسلام ومسلمانوں کے خلاف امریکہ اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں سے باخبر رہ کر افغان مجاہدین کی مادی ومعنوی مدد میں پہلے سے کہیں بڑھ کر حصہ لیں اور جہاد افغانستان کو کفری طاقتوں کی بلیک میلنگ سے بچانے میں افغان مجاہدین کی بھرپور تعاون وحمایت کریں۔

بقیہ:۔ قیدیوں کی رہائی...

مہینوں کی خدمت اور تربیت کے بعد ان کی صادقانہ خدمات کے عوض یہ سند انہیں دی جارہی ہے، امید ہے مجاہدین انہیں کوئی آذیت نہیں پہنچائیں گے اور ان کی مناسب مدد کریں گے، فوجی اور ملیشیا افراد نے جب حقانی صاحب سے یہ اسناد اور تحائف وصول کر رہے تھے تو اس وقت وہ خوشیوں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے اور مجاہدین کی مہربانیوں اور شفقتوں کے بدلے میں اپنے مسرت وانبساط خوشی اور تشکر کا اظہار کر رہے تھے۔ انہیں بعد میں گاڑیوں کے ذریعے میرانشاہ لے جایا گیا، تقریب کے اختتام پر پشاور میں بی بی سی کے نمائندے حامد علی اور پشاور ہی میں روزنامہ "جنگ" اور ہفت روزہ "تکبیر" کے نمائندے سلطان صدیقی نے جناب الحاج حقانی سے الگ الگ انٹرویو کئے۔

مبصرین کا کہنا ہے کہ جنگوں کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں جنگی قیدی کسی سیاسی سودابازی کے بغیر چھوڑے گئے، یقیناً یہ فاتح خوست الحاج مولوی جلال الدین حقانی کی ایک ایسی سیاسی کامیابی سمجھی جاتی ہے جو عالمی سطح پر مجاہدین کے موقف کو مزید واضح اور مضبوط بنادے گی۔

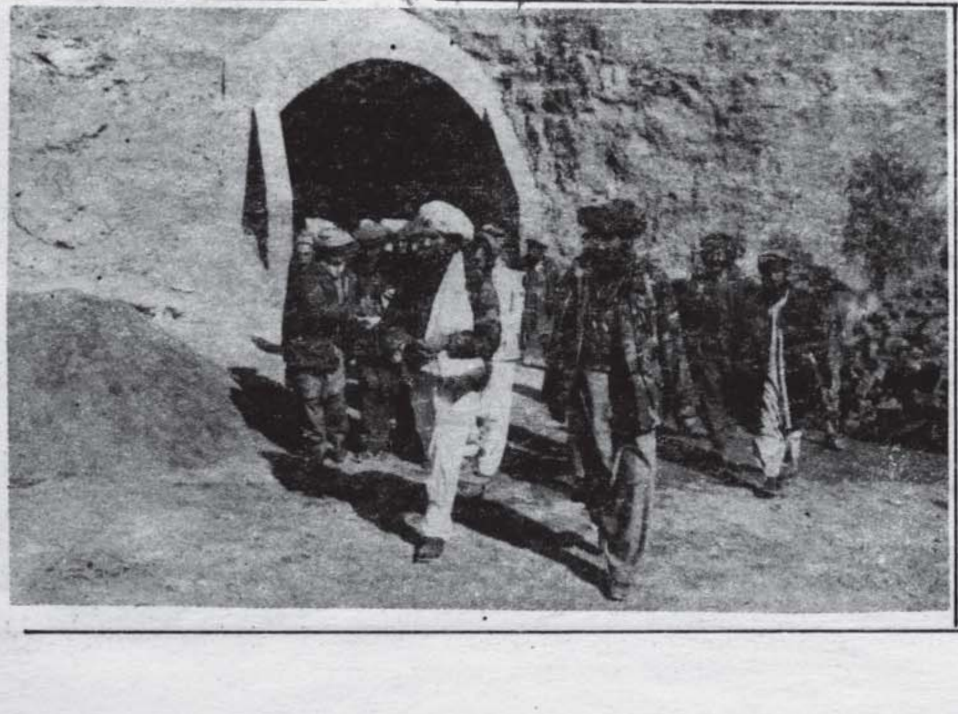

سید عبداللہ

جہادِ افغانستان کے خلاف امریکہ کے عزائم

جہادِ افغانستان سے دلچسپی رکھنے والے حلقوں کو روس اور امریکہ کی اس سازش سے آگاہی حاصل ہوگی کہ دونوں اسلام دشمن قوتوں کے درمیان افغان مسلمان اور مجاہد قوم کے ۱۴ سالہ جدوجہد کے ثمرات اور افغانستان میں ہونے والی ایک مکمل اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف ایک سمجھوتہ طے پایا ہے جس کے نتیجے میں افغان جیالے مجاہدین اور کابل میں برسراقتدار کٹھ پتلی انتظامیہ کو یکم جنوری ۱۹۹۲ء کے بعد کسی قسم کی امداد کی عدم فراہمی کا فیصلہ کیا گیا تھا چنانچہ افغان مجاہد رہنماؤں اور دیگر مجاہدین نے اس قسم کے کسی بھی فیصلے کا خیر مقدم کیا۔ لیکن بعد میں جلد ہی معلوم ہوگیا کہ روس اور امریکہ کا یہ فیصلہ افغان مسلمان عوام کے قاتلوں (نجیب انتظامیہ) کے لئے نہیں بلکہ محض افغان مجاہدین کو ہر قسم کی مادی امداد بند کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ تاکہ اس طرح افغانستان میں افغان مجاہدین کی ممکنہ اسلامی حکومت کے قیام کا عمل شک و شبہات اور تعطل کا شکار بنا سکے، اگرچہ بظاہر یکم جنوری سے دونوں فریقوں پر امداد کی فراہمی بند کردی گئی ہے، لیکن دراصل نجیب انتظامیہ کو امداد میں کئی گنا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یکم جنوری ۱۹۹۲ء سے پہلے تو صرف مشرقی بلاک یعنی کمیونسٹ ممالک افغان کٹھ پتلی حکومت کو امداد دے رہے تھے۔ جبکہ یکم جنوری ۱۹۹۲ء کے بعد نجیب انتظامیہ کو مشرقی بلاک کے ساتھ ساتھ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کی امداد ملنی بھی شروع ہوگئی ہے اب امریکہ مجاہدین کی بجائے بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طریقوں سے مجاہدین کے خلاف نجیب کو امداد دینے لگا ہے۔

وہی امریکہ جو اب تک افغان مجاہدین کی کسی نہ کسی قسم کی نہ صرف یہ کہ خود امداد کر رہا تھا۔ بلکہ دوسروں کو بھی مجاہدین کی امداد کی ترغیب دیتا رہا تھا، مجاہدین کے خلاف کھڑا ہوگیا ہے، آخر مجاہدین ایسے کونسے عمل کے مرتکب ہوئے کہ وہ امریکہ بہادر کے اشتعال کا سبب بنا نہیں مجاہدین نے ہرگز کسی ایسے اقدام کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ نہ صرف افغان مجاہدین بلکہ تمام عالم اسلام اور دنیا میں ہر اس ملک اور قوم کا دشمن ہے جو حقیقی معنوں میں اسلامی حکومت کی خواہاں ہو، دراصل امریکہ اسلام، مسلمان اور دنیا کے کسی بھی گوشے میں اسلامی حکومت کا قیام دنیا پر اپنی براہ راست مکمل ٹھیکہ داری اور چوہدراہٹ اور نیو ورلڈ آرڈر کے لئے

بنیادی رکاوٹ سمجھتا ہے۔

اگرچہ امریکہ پہلے ہی سے مسلمان اور اسلامی حکومت کا مخالف اور بدخواہ رہا ہے۔ مگر اس کی یہ دشمنی کسی حد تک کھل کر نہ تھی اور وہ بظاہر خود کو انسانی حقوق جس میں ہر قوم شامل ہو سکتی ہے کا علمبردار دکھا کر اسلام کی مخالفت ظاہر نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ اس وقت امریکہ کے لئے اسلام کے علاوہ کمیونزم بھی عریاں شمشیر کی حیثیت رکھتا تھا چنانچہ اسی بناء پر امریکہ نے اسلامی قوتوں کے ساتھ تعاون و ہمدردی کا اظہار کر کے ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانے میں کسی حد تک کامیابی حاصل بھی کی تھی امریکہ جانتا تھا کہ روس جو کمیونزم کا چیمپئن تھا اسلامی قوتوں ہی کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو سکتا ہے، اس لئے اس (امریکہ) نے افغان مجاہدین کے تعاون میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، لیکن جب کمیونزم کا زوال یقینی ہو گیا، روسی سلطنت کا ۷۰ سالہ شیرازہ بکھر گیا اور سابق سوویت یونین اندرونی طور پر ٹوٹ پھوٹ اور انتشار کا شکار ہو گیا۔ تو امریکہ نے روس کی سپر طاقت ختم ہونے اور کمیونزم کے زوال سے مطمئن ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی سابقہ پالیسی ترک کر کے کھلم کھلا اسلام دشمنی پر اتر آیا اور براہِ راست اسلام اور مسلمانوں سے ٹکرانے لگا۔

ہم اپنے اس دعوے کے ثبوت کے طور پر صرف گذشتہ ایک سال کا عرصہ پیش کر رہے ہیں کہ گذشتہ ایک برس کے دوران امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف کیا کیا، سب سے پہلے ایک سازش کے نتیجے میں کویت کو عراقی افواج کے ذریعے تباہ و برباد کیا پھر عراق کو جو عالم اسلام میں ایک مضبوط ملک تھا بلکہ پوری دنیا میں ایک مضبوط اور طاقتور ملک کی حیثیت سے ابھرنے والا تھا۔ اس کے خلاف اتحاد بنا کر تباہی و بربادی کے کنارے پر کھڑا کر دیا افغان مجاہدین جو میدان جنگ میں دشمن پر غلبہ پا کر اپنی مرضی و خوشی کے مطابق افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم کرنے کی پوزیشن میں تھے ایک طرف ان کی امداد بند کر دی اور دوسری طرف ان کے خلاف مغربی ذرائع ابلاغ کے ذریعے پروپیگنڈا مہم کا آغاز کیا۔ تاکہ اس طرح مجاہدین کی ساکھ کمزور کر کے جہادی کاز کو دھچکا لگے اور جہاد کا ثمرہ مجاہدین کی بجائے کسی اور لادین فریق کی جھولی میں ڈالی جا سکے لیبیا کو دھمکایا ڈرایا جاتا رہا ہے، کشمیری مجاہدین کی امداد کرنے پر پاکستان کو دھمکی دے جا رہی ہے تاکہ ایک طرف کشمیری مجاہدین کو بھارت کے زیر اثر رہنے پر مجبور کر دیں اور دوسری طرف پاکستان امریکہ کے دباؤ میں رہے،

نیو ورلڈ آرڈر (دنیا عالمی نظام) دراصل مسلمانان عالم کو غلام بنانے اور اسلامی نظام کو غیر مؤثر بنانے کی خاطر بروئے کار لایا جا رہا ہے۔

مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق یہ تو صرف چند مثالیں ہیں۔ ورنہ امریکہ عالم اسلام کے خلاف جو جنایات کرنے کا مرتکب ہو رہا ہے وہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر خطرناک ہیں:

برما میں مسلمانوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں اس سے بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ کے ناپاک اور مذموم عزائم کی عکاسی ہوتی ہے۔ جہاں تک افغان مجاہدین کے جہادی ثمرات اور کارناموں کا تعلق ہے، تو یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ مجاہدین اسلام دشمن قوتوں سے گذشتہ ۱۳، ۱۴ سال میں لڑی گئی جنگ کے نتیجے میں اصولی طور پر غالب اور فاتح کی حیثیت سے ابھرے ہیں لیکن اس کے باوجود ابھی تک افغانستان میں عملی طور پر ایک اسلامی حکومت

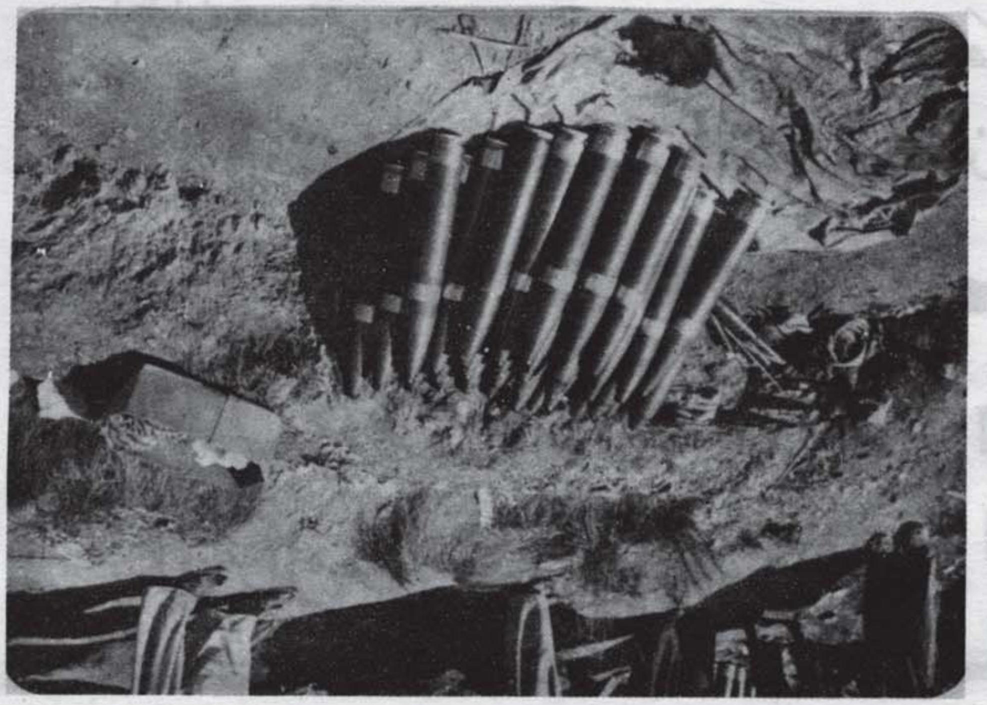

قائم ہونے میں ابھی رکاوٹیں پیش ہو رہی ہیں، اس کی اصل وجہ امریکہ اور دیگر مغربی و لادین طاقتوں کی وہ سازشیں ہیں جو اسلام کے خلاف امریکی مذموم عزائم پر مبنی ہیں۔ امریکہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا پہ اس کا راج ہو اور جو بھی نظام وہ وضع کرے وہی عالمی نظام ہو اور ہر مذہب کے ماننے والے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، ہندو ہو یا عیسائی امریکہ کے منتخب کردہ نظام کے ڈھانچے میں اپنے آپ سمائے جبکہ عالمی نظام کے طور پر خالق کائنات نے نظامِ اسلام کا انتخاب فرمایا ہے کیونکہ عالمین کے لئے ربِ عالمین ہی نظام وضع کر سکتا ہے اور وہی اپنے مخلوق کے مزاج اور معاملات اچھی طرح جانتا ہے۔ یہ انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ اپنے تمام ہمنوع کی زندگی گزارنے کے تمام طور طریقے اور ان کی خواہشات و حقوق کے مطابق قوانین کا تعین کر سکے انسان تو اپنے بارے میں مکمل معلومات نہیں رکھتا تو دوسروں کی زندگی سے متعلق وہ تمام شعبوں پہ کس طرح عبور حاصل کر سکتا ہے۔

تعصب نہیں بلکہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اسلام اور مسلمانانِ عالم کے لئے امریکہ کے عزائم اور ارادے ناپاک اور مذموم ہیں۔ امریکہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنی رائے اور اپنی نظر میں آزادی نہ پائے۔ کسی اسلامی حکومت کا قیام کبھی عمل میں نہ آئے۔ اس لئے ان کے لئے مختلف مسائل کھڑے کر دیئے جاتے رہے ہیں، ان کے درمیان اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں۔ ان کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کئے جا رہے ہیں، مختصر یہ کہ امریکہ مسلمانوں کی قوت پاش پاش کرنے کے درپے ہے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بالعموم تمام کفری طاقتوں کے ناپاک ارادوں بالخصوص امریکہ کے مذموم عزائم سے آگاہ ہو اور اپنی صفوں میں وحدت و یکجہتی پیدا کر کے اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے روئے زمین پر اللہ کے بندوں کے بہترین مفادات کی خاطر نظام اسلام نافذ کرنے کا فریضہ انجام دینے کی کوشش کرے کہ یہی کامیابی و کامرانی اور سرخروئی کا واحد راستہ ہے۔

سلطان صدیقی

افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف سازشیں

افغان مجاہدین اور علاقے کے مسلمان مل کر ان سازشوں کو ناکام بنائیں

اپریل ۱۹۷۸ء میں افغانستان کے اندر کمیونسٹوں کے ہاتھوں روس کی پشت پناہی سے آنے والے نام نہاد انقلاب ثور کے خلاف کمیونزم کے خاتمے اور اسلام کے نفاذ کے لئے شروع ہونے والی افغان عوام کی مسلح مزاحمت کے چودہ سال پورے ہونے کو ہیں۔

افغان عوام کے اس مقدس جہاد کے نتیجے میں عظیم سوویت یونین ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر پندرہ ریاستوں میں تقسیم ہو چکا ہے اس ٹوٹ پھوٹ سے پہلے ہی افغانستان سے اس کے فوجیوں کو ذلت و رسوائی کے ساتھ بھگا دیا گیا تھا اور مشرقی یورپ وغیرہ کے کئی ممالک سے بھی انہیں نکلنا پڑ گیا تھا۔ یوں دنیا سے سوویت یونین اور کمیونزم دونوں کا بستر گول کر دیا گیا ہے۔

مجاہدین کی اس عظیم اور لازوال کامیابی کے بعد جب افغان جہاد اپنے انجام یعنی افغانستان میں مسلط کردہ کمیونسٹ حکومت کے خاتمے اور اس کی جگہ مجاہدین کی ایک اسلامی حکومت کے قیام کی منزل تک رسائی ہونے والی ہے۔ اسلام سے خائف طاغوتی، کفری، شیطانی اور غیر مسلم قوتیں اس کوشش میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوششیں کر رہی ہیں کہ مجاہدین کو افغانستان میں اسلامی نظام حکومت کے قیام اور شریعت محمدی کے نفاذ سے روکا جائے اس مقصد کے لئے یہ طاقتیں عالمی سطح پر مجاہدین کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں، روسی امداد کی بندش کے بعد اب یہ قوتیں مختلف طریقوں سے کابل حکومت کی امداد کر رہے ہیں، سابق افغان بادشاہ ظاہر شاہ کو سیاسی حل کے نام سے عبوری دور کے لئے لا کر مسلط کرنے اور بعدازاں مستقل حکومت کا سربراہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، حالانکہ یہی سابق شاہ تھے جن کے دور میں کمیونسٹ نظریات کو پنپنے کا موقعہ ملا۔ افغانستان کے اندر کمیونسٹ پارٹیاں تشکیل دی گئی اور افغانوں کو کمیونسٹ نظریات کی تعلیم کے لئے روس بھجوایا گیا اور وہ موجودہ تمام حالات کا ذمہ دار ہے۔

وہ قوتیں جو روس کو کمزور کرنے یا اسے ایک علاقے میں چند سالوں تک مصروف رکھ کر خود سے دور رکھنا چاہتی تھی اور اس کے لئے مجاہدین کی تھوڑی

بہت مدد کیا کرتی تھیں۔ اب وہ قوتیں
اسلام کا راستہ روکنے کے لئے مجاہدین
کو باغی، ڈاکو، لیٹرے، دہشت گرد،
تخریب کار، مسلح حکومتی مخالفین اور
سمگلروں کے نام سے یاد کرتے رہے
ہیں اور ان کے درمیان اختلافات
پیدا کرنے، انہیں بڑھانے اور وسعت
دینے نیز مجاہدین کو آپس میں لڑانے
کے بڑے پیمانے پر پروپیگنڈے کے
ساتھ ساتھ سازشیں بھی کر رہے ہیں
اور ان سازشوں کو عملی جامہ پہنانے
کی بھی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مستقبل کی
افغان حکومت میں حکمران کمیونسٹوں
کو حصہ دیا جائے اور ان کے ساتھ
بیٹھ کر بات چیت اور مذاکرات کے ذریعے
اس مسئلے کا سیاسی حل ایک مخلوط حکومت
کی شکل میں نکالا جائے۔ حالانکہ دنیا
میں یہ عام اصول رائج ہے کہ جہاں کہیں
بھی حکمران طبقے کے خلاف تحریک چلتی
ہے، عوام اس کے خلاف نکل آتے ہیں
ووٹ کے ذریعے اس کے خلاف رائے
کا اظہار کرتے ہیں یا مسلح مزاحمت یا
دوسرے طریقوں سے مگر اس تحریک
و مزاحمت اور جدوجہد و کوشش کی
کامیابی کے بعد ہر جگہ مخالفت و مزاحمت
کرنے والوں کو اختیارات ملتے ہیں اور
دوسرا گروپ یا طبقہ یا حکمران پارٹی اپوزیشن
میں چلی جاتی ہے، لیکن خود آزاد دنیا اور
جمہوریت کا چیمپئن کہنے والی مغربی
دنیا افغانستان میں اس عام اصول
کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ یہاں
افغان مسلمان عوام کی جدوجہد کا
بنیادی مقصد و منشا صرف اور صرف
اسلام کے نظام عدل کا قیام اور
شریعت کے نفاذ کے سوا کچھ نہیں تھا۔

مجاہدین کے خلاف اور نجیب حکومت
کی حمایت میں کئے جانے والے ان سازشوں
کے نتیجے میں آج بظاہر یوں نظر آرہا ہے
کہ کابل کی نجیب حکومت مضبوط و مستحکم
اور مجاہدین جنہوں نے سپر روسی طاقت کو
فاش فاش کر دیا ہے، کمزور ہیں حالانکہ
حقیقت ایسی نہیں، مجاہدین اب پہلے
سے کہیں بڑھ کر مضبوط و مستحکم ہیں کہ
اب تو مسلح مجاہدین چودہ سالہ چھاپہ
مار و عمومی جنگ کا تجربہ رکھتے ہیں، جدید
ہتھیاروں کے استعمال سے واقف ہیں
اور جنگ کے ساتھ ساتھ وہ منظم
طریقے سے عالمی سازشوں کو بھی
مسلسل ناکام بناتے رہے ہیں کہ افغانوں
کو باہم لڑانے اور مقصد کے حصول سے
دور رکھنے نیز مقدس اسلامی جہاد
کو دوسرا رنگ دینے اور اس کی اسلامی
روح ختم کرنے کی سازشیں تو جہاد کے
آغاز ہی سے اسلام دشمن طاقتوں،
قوتوں، حلقوں اور عناصر کی طرف سے
ہوتی رہی ہیں اور مجاہدین ان کو ناکام
بناتے رہے ہیں۔

البتہ اس وقت مجاہدین اگر ان سازشوں
کو ناکام بنانے میں ذرا سست دکھائی دے
رہے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ
سازشوں سے واقف نہیں یا انہیں ناکام
بنانا نہیں چاہتے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ
پہلے تمام سازشیں دشمنوں کی جانب
سے ہوتی تھیں اور اب اسلام دشمن
طاقتوں کے دباؤ کے نتیجے میں مجاہدین
کے کچھ دوست بھی ان سازشوں کا
حصہ بن گئے ہیں اور دوست نما دشمنوں
کی طرف سے چلنے والی چالوں کو ابتدا میں
سمجھنے اور ان کا توڑ نکالنے میں تھوڑا بہت
وقت ضرور لگتا ہے۔

اس وقت جب وسطی ایشیا کی
مسلمان ریاستیں آزادی حاصل کر چکی
ہیں، افغانستان، پاکستان، ایران، ترکی
اور وسطی ایشیا کی چھ مسلم ریاستیں باہم
اتحاد و اتفاق یگانگت و یکجہتی اور ایک
منظم مسلم بلاک کے قیام کی جانب بڑھ
رہی ہیں اور بعد میں چین کے زیر قبضہ

مسلم علاقے بھی اس بلاک کا حصہ بنیں گی کشمیر میں بھی ہندوؤں سے آزادی کی تحریک زوروں پر ہے۔ اس تمام اسلامی بلاک سے غیر مسلم طاقتیں خائف ہیں اسلام دشمن طاقتیں سمجھتی ہیں کہ کمیونزم کے خاتمے کے بعد اب اگر کفری نظام کا مقابلہ کر سکتا ہے تو صرف اسلام ہے اور اسلام کے پیروکار نظم و ضبط اور اتحاد و اتفاق کی طرف بڑھ رہے ہیں اگر یہ باہم متحد ہوئے اور وسطی و جنوبی ایشیا کے یہ چند ممالک بھی اگر اکٹھے ہوئے تو پھر پوری دنیا اپنی تمام تر قوت و طاقت اور اسلحہ سمیت ان کے خلاف ٹھہر نہیں سکے گی اور اسلام کے اعلیٰ وارفع اصولوں پر عمل درآمد کو دیکھتے ہوئے کفر کے گندے اصولوں پر باقی رہنے کے لئے مشکل سے کوئی تیار ہوگا یوں دنیا سے غیر مسلم مغربی طاقتوں کی اجارہ داری ختم ہو جائے گی اس لئے وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ سازشیں کر رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ امریکی مفادات کی دانستہ یا نادانستہ، شعوری و غیر شعوری طور پر تحفظ کرنے، اس کے لئے روبہ عمل آنے والی سازشوں کا حصہ بننے اور ان میں شرکت سے مسلمان ممالک نہ صرف یہ کہ ہاتھ کھینچ لیں بلکہ ان سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے آگے بڑھیں منظم ہوں اور افغانوں کے مقدس جہاد کو کامیاب بنانے کی جدوجہد کرتے ہوئے جہاد کے ثمرات غیروں کی جھولی میں نہ جانے دیں اور افغانوں کو سازشوں کو تسلیم اور قبول کرنے کے لئے مجبور کرنے کی بجائے ان کے ساتھ مل کر ان سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔

دوسری جانب افغان مجاہدین کے راہنماؤں، کمانڈروں، علماء، قومی عمائدین، بزرگوں اور با اثر افراد کو چاہیئے کہ وہ بھی دشمنوں کی سازشوں کو سمجھتے ہوئے اپنے باہمی اختلافات ختم کریں، کدورتیں دلوں سے نکال دیں اور دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے باہم متحد و متفق ہو جائیں۔ تاکہ اسلام کی نشاط ثانیہ ہو۔ کفر اور اہلِ کفر کی شکست و رسوائی ہو۔ اور اسلام و اہلِ اسلام کی ترقی و بڑھائی اور عروج ہو۔

الجزائر کی مثال ہمارے سامنے ہے اسلام پسند قوتوں کی واضح کامیابی اور ان کے ہاتھوں وہاں کسی حد تک اسلامی اصولوں کی پاسداری اور قوانین کے نفاذ کا راستہ کس طرح سازش کر کے روکا گیا

اگر افغانستان میں ان سازشوں کا راستہ نہ روکا گیا تو اگلی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو باہم اتحاد و اتفاق نصیب کرے اور انہیں دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ رکھتے ہوئے انہیں یہ سازشیں ناکام بنانے کی قوت و توفیق عطا کرے اور ان کی نصرت و تائید فرمادے۔ (آمین)

محمد سجاد توکزئی

ظاہر شاہ کو لانے کی کوشش اور مجاہدین کا مؤقف

افغانستان آج کل ایک بار پھر بین الاقوامی سطح پر توجہ کا مرکز بن گیا ہے اور مختلف طبقۂ فکر کے لوگ اسے اپنے نقطۂ نظر اور زاویۂ نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کا قیام اور اس کے سیاسی تصفیہ کی باتیں کافی عرصہ سے چلی آ رہی تھیں تاہم پچھلے ہفتہ پاکستانی فوج کے سربراہ جنرل آصف نواز کے دورۂ امریکہ سے قبل اٹلی میں سابق شاہ ظاہر شاہ سے ملاقات کی خبر نے افغان مسئلہ کے قریبی سیاسی تجزیہ نگاروں کو چونکا دیا اور سچ پوچھئے تو مجاہدین کی صفوں میں اس خبر سے ایک کھلبلی سی مچ گئی۔

سیاسی تجزیہ نگار پاکستانی حکومت کی پالیسی میں اس واضح تبدیلی کو مختلف زاویوں سے دیکھ اور پرکھ رہے تھے گو کہ جنرل آصف نواز سابق شاہ سے تو نہ مل سکے تاہم اُن کے داماد اور مشیر جنرل عبدالولی سے اُن کی ملاقات ممکن ہو سکی۔ بعض حلقوں کے مطابق جنرل آصف نواز نے اپنی اس ملاقات میں سابق شاہ کو پاکستان آنے کی دعوت بھی دی۔ جب کہ اُن کے مشیر سے افغانستان کی موجودہ صورتِ حال اور سیاسی تصفیہ پر بحث بھی کی گئی۔

باخبر حلقوں کے مطابق وسطی ایشیا کے ممالک کی آزادی اور روس کی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جانے کے بعد امریکہ یہ جان گیا کہ افغانستان میں مجاہدین کی حکومت آنے کے بعد یہاں وسطی ایشیا کے ممالک کو ملا کر پاکستان ایران اور ترکی سمیت ایک ایسا بلاک بن سکتا ہے۔ جس کا وجود امریکی استعمار کے لئے خطرات کا باعث ہوگا۔

چنانچہ ایک منصوبہ یا سازش کے تحت سیاسی تصفیہ کا شوشہ چھوڑ کر ظاہر شاہ کی آمد کے لئے راہ ہموار کرنی شروع کر دی گئی اور جنرل آصف جنرل ولی ملاقات اسی سازش یا منصوبہ کی ایک کڑی تھی۔

منصوبہ کے مطابق مارچ کے مہینہ میں سابق شاہ کی آمد اور اس سے پہلے مجاہدین کے مختلف گروپوں کو راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

مجاہدین کی بیشتر تنظیموں نے ظاہر شاہ کی آمد پر شدید ردِ عمل کا اظہار کیا اور مختلف مقامات پر بڑے بڑے احتجاجی اجتماعات سے افغان مجاہد رہنماؤں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ سابق شاہ کی

باقی صفحہ ۳۸ پر ملاحظہ ہو

قیوم نظرؔ

افغان مجاہدین

تم نے اپنے خونِ نابِ قلب سے
کوہساروں، برف زاروں کو مثالِ لالہ رنگین کیا
ہر بلند و پست کی رگ رگ میں
جس سے رچ گیا ——
حق کی خاطر سر بکف رہنے کا ایسا عزم ——
جس سے زندگی کے روز و شب میں
کربلا ایسی فضا!

تم نے توڑا
دین کی حرمت، وطن کے نام پر،
غیر متزلزل یقیں کی گرم آہنگی سے
یخ بستہ ہواؤں کے جلو میں
دم بدم بڑھتا ہوا
سرخ صبحوں کا طلسم
سرخ صبحوں کا طلسمِ زہرناک
جس کی انساں دوستی کے بھیس میں
جا بجا پھیلی ہیں انساں دشمنی کی تلخیاں
جس کے استبداد سے الحاد ہی پائے اماں

تم امام اعظمؒ و سید علیؒ عثمانؒ ہجویریؒ
سنائیؔ، بو علی سینا، جمال الدین افغانی کی نسبت
سے بھی گو تھے منفرد
تم نے لیکن اب کے پایا ہے
شہادت کا وہ رازِ جاوداں
جس سے تابندہ رہیں گے تا قیامت
یہ زمیں یہ آسماں۔

دریا نے اُدھر انگڑائیاں لیں ، ایک شور اُٹھا طوفان اُٹھا
حالات نے پلٹا کھایا ہے ، یہ ساز اُٹھا ، سامان اُٹھا
ہر قصر و مکاں میں آگ لگی ، اِک عالمِ رستاخیز بپا
تومان پہ وُہ تومان چڑھے ، چنگیز اُٹھا ، خوں ریز بڑھا
غزنین و ہرات و غور کہاں ، وہ بزم کہاں ، وہ دور کہاں
وہ سارا زمانہ خواب ہوا ، وہ بات کہاں ، وہ طور کہاں
ہلمند و ہرات کی وادیوں پر ، ان باغوں پر ، گلزاروں پر
اِک آگ برستی دیکھی ہے ، مے خانوں پر ، میخواروں پر
اشرافِ زمانہ قتل ہوئے ، اعیانِ وطن سب قید ہوئے
سلطانِ ستارہ گیر و سلیماں اوجِ مسلماں صید ہوئے
پامیر کا سینہ چیر گئے ، وہ برف کے دریا روند گئے
وہ موت کی صورت پھیل گئے ، وہ برق بنے اور کوند گئے
آپس میں عداوت اور بڑھی ، فریاد کہ ہر فغفور بڑھا
یمغور بڑھے قپچاق بڑھے ، ترکان بڑھا ، تیمور بڑھا
ہر موج کا سینہ چاک ہوا ، تار تار کا جھگڑا پاک ہوا
ہر کاسۂ چینی چور ہوا ، ہر جامِ خطائی خاک ہوا

اور اس مقصد کے لئے بعض ہمسایہ مسلمان ممالک کا بھی تعاون حاصل کر لیا گیا ہے ۔

باخبر حلقوں کے مطابق منصوبہ یہ بنایا گیا ہے کہ ایک ایسی حکومت بنائی جائے جس میں چالیس فیصد مجاہدین ، چالیس فیصد موجودہ کابل انتظامیہ اور بیس فیصد دیگر شخصیات ہوں اس حکومت کا سربراہ سابق شاہ ظاہر شاہ ہو اور مجاہدین کے کسی رہنما کو اس حکومت کا وزیراعظم بنایا جائے ، ڈاکٹر نجیب اللہ کو بھی اس مجوزہ حکومت میں جگہ دی جائے گی تاہم اُن کا عہدہ کیا ہوگا اس بارے میں علم نہ ہو سکا ۔

مجاہدین کے تمام رہنماؤں نے ایسی کسی بھی حکومت میں شمولیت سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سازش کو ناکام بنا دیا جائے گا ۔ حالات و قرائن دکھا رہے ہیں کہ حکومتِ پاکستان پر امریکہ کا نہایت دباؤ ہے اور وہ بعض حالات کی وجہ سے سیاسی حل پر آمادہ ہوتی دکھائی دے رہی ہے ۔ تاہم حکومتِ پاکستان کو خطرہ ہے کہ ملک کی مذہبی جماعتیں جس میں جماعت اسلامی سب سے آگے ہے اکٹھی ہو کر اُس کے خلاف تحریک شروع کر سکتی ہیں جس سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے ۔ اس لئے کوئی ایسی راہ ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے گی کہ سانپ بھی نہ مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اس مقصد کے لئے امریکہ اور یہودی لابی سابق وزیراعظم پاکستان اور پاکستان کی خلق پارٹی کی سربراہ بے نظیر بھٹو پر نظر رکھے ہوئے ہیں ، جو آکسفورڈ یونیورسٹی سے فارغ شدہ ہیں کوشش یہ کی جائے گی کہ مارچ میں بے نظیر بھٹو کو لا کر پاکستان کے راستے ظاہر شاہ کو لایا جائے اور اس طرح اپنے مکروہ مفادات کی تکمیل کی جائے ۔

اُمید ہے کہ ان سطور کی اشاعت تک پاکستان کی مذہبی جماعتوں نے افغان مسئلہ پر اپنا موقف کافی حد تک واضح کر دیا ہوگا ۔ جب کہ جماعتِ اسلامی کے قاضی حسین احمد تو واضح الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ ظاہر شاہ کے آمد کی ہر حالت میں مخالفت کی جائے گی اور دوسری مذہبی جماعتوں سے رابطہ کر کے اس پر تحریک بھی چلائی جائیگی ۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجاہدین کے رہنما اس صورتِ حال میں کیا کردار ادا کریں اور واقعی یہ مسئلہ اگر پیچیدہ شکل اختیار کر گیا ہے تو اس میں قصور مجاہد رہنما اور تنظیموں کا بھی ہے ۔ کہ جس دن وہ اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کر کے اکٹھے ہوئے وہ دن افغانستان میں نجیب کا آخری دن ثابت ہوگا ۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مجاہد تنظیمیں آپس میں مل بیٹھ کر صورتِ حال پر غور کریں ۔ نئے حالات اور تقاضوں کے مطابق منصوبہ بندی کریں ۔ یہود و ہنود کی سازشوں کو ناکام بنائیں اور ایک دوسرے کے خلاف بیانات دینے یا ایک دوسری کی ٹانگیں کھینچنے کی بجائے ایک دوسرے کا سہارا بنیں ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ط کا نمونہ پیش کریں ، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر دشمن کو ناکوں چنے چبوا دیں ،

کون نہیں جانتا کہ نجیب اپنی آخری ہچکیاں لے رہا ہے ۔ لیکن اگر وہ ابھی تک تختِ کابل پر براجمان ہے ، تو محض مجاہدین کی آپس کی نا اتفاقی کی وجہ سے ۔

پس آئیے ۔ موجودہ حالات پر گہری نظر رکھتے ہوئے آئندہ کے لئے منصوبہ بندی کیجئے ، ساری دنیا کی نظریں آپ پر لگی ہیں آپ اُمتِ مسلمہ کے مستقبل کی اُمید ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس اُمت کی سربراہی کا تاج افغانوں کے سر پر رکھ رہا ہے تو اس موقع کو نہ گنوائیے ؎

اُٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

ترجمہ : سید عبداللہ

گردیز جنگ میں بعض جہادی کمانڈروں کے عدمِ تعاون ہماری مکمل کامیابی کا راستہ روک لیا

الحاج جلال الدین حقانی کا تازہ ترین

انٹرویو

پچھلے دنوں جناب الحاج جلال الدین "حقانی" نے "منبع الجہاد (عربی) سے گردیز شہر اور دیگر مقامات میں جہادی کارروائیوں، نیز مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کے سلسلے میں جاری کوششوں اور مجاہدین کے موقف کے بارے میں ایک خصوصی انٹرویو کیا ہے اس موقع پر الحاج جلال الدین "حقانی" کی کلچرل کمیٹی کے سربراہ جناب شہرت ننگیال صاحب بھی موجود تھے، چنانچہ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے "حقانی" صاحب کے انٹرویو کے بعض اہم حصے نوٹ کر لئے تھے. جس کا ترجمہ "نصرت الجہاد" کے قارئین کے لئے پیش کر رہے ہیں.

(ادارہ)

سوال : گردیز کی جنگ طویل ہو گئی ہے اور مجاہدین تا حال اسے فتح نہیں کر سکے ہیں. اس کی وجہ کیا ہے ؟

جواب : الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریمؐ

اما بعد :۔

خوست کی جنگ اس کی فتح سے ایک یا دو مہینوں پہلے شروع نہیں ہوا تھا بلکہ جنگ خوست ۱۲ یا ۱۳ برسوں کی جہادی تاریخ کا حاصل ہے، آہستہ آہستہ اور تدریج سے خوست کے ارد گرد علاقے اور حکومت کی حفاظتی چوکیاں فتح ہو رہی تھیں اور مجاہدین شہر کے قریب ہوتے جا رہے تھے، ہر سال کے دوران ایک طرف اگر مجاہدین کو حکومت کی ایک فوجی پٹی توڑنے میں کامیابی حاصل ہو رہی تھی تو دوسری طرف حکومت دوسری حفاظتی پٹی تشکیل دے رہی تھی۔

فتح خوست سے چار ماہ قبل ہم نے یہ محسوس کیا کہ اب ہم خوست کے اس حد تک قریب ہو چکے ہیں کہ اگر حملہ کریں تو دشمن کی حفاظتی پٹی کا توڑنا یقینی ہے، اور

آمد کی ہر سطح پر مخالفت کی جائے گی اور افغانستان میں مجاہدین نے جو حشر ببرک کارمل کا کیا ہے وہی حشر ظاہر شاہ کا بھی کریں گے۔

میران شاہ میں ہزاروں افغان مجاہدوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پکتیا کے گوریلا کمانڈر جلال الدین حقانی نے کہا کہ ہم افغانستان میں کسی بھی بیرونی مداخلت کے شدید مخالف ہیں اور یہاں پر صرف اور صرف مجاہدین کی مرضی سے ہی حکومت قائم ہو سکتی ہے

اُنہوں نے اقوامِ متحدہ کے پانچ نکاتی فارمولا کو بھی مسترد کیا اور کہا کہ اقوامِ متحدہ کے سیکریٹری جنرل کے نمائندہ خصوصی بینین سیوان یہودی النسل ہیں اور اُن سے کسی خیر کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ اُنہوں نے کہا کہ افغانستان میں صرف اور صرف وہی حکومت قابلِ قبول ہو گی، جس پر تمام مجاہدین تنظیمیں متحد و متفق ہوں۔

اُدھر اسلام آباد کے باخبر سفارتی حلقوں کے مطابق امریکہ کی طرف سے پاکستان پر افغان مسئلہ کے سیاسی حل پر شدید دباؤ ہے تاہم پاکستانی حکومت بھی اپنی معاشی صورتِ حال سے مجبور ہو کر افغان مسئلہ کو جلدی میں حل کرنا چاہتی ہے، اور حکومت پاکستان کا خیال ہے کہ وسطی ایشیا کے ممالک سے تجارتی رابطہ قائم کر کے اپنے معاشی بوجھ کو کافی حد تک کم کر سکتی ہے

تاہم مجاہدین کے ذریعوں کے مطابق پاکستان اس طرح کر کے اپنے تیرہ سال کی قربانیوں کو داؤ پر لگا رہا ہے اور اس اقدام سے افغان عوام اور مجاہدین میں اُس کی عزت و وقار میں کمی واقع ہوئی ہے۔

ذمہ دار حلقوں کے مطابق حکومتِ پاکستان کے اندر موجود کافی حلقے پاکستان کی اس پالیسی کے خلاف ہیں اور اُن کا مؤقف ہے کہ جہاں اتنی مدت انتظار کر لی گئی وہاں مزید کچھ عرصہ انتظار کر کے مجاہدین کی مرضی کی حکومت بنانے میں مدد دی جائے۔ تاہم معلوم ہوا ہے کہ مبینہ طور پر ایک خفیہ ایجنسی اور دفترِ خارجہ اسلام آباد میں ایسے تمام اعلیٰ عہدیداروں کو اپنے عہدوں سے تبدیل کر دیا گیا ہے جو افغان جہاد کے حق میں ہیں۔

واضح رہے کہ جنرل حمید گل کو بھی اپنے عہدہ سے ہٹا دیا گیا ہے، مجاہدین کے ایک ذریعہ نے ہمارے نمائندہ سے موجودہ صورتِ حال پر تبصرہ کرتے ہوئے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ اٹلی میں چین کی نیند سونے والا ۷۰ سالہ بوڑھا ظاہر شاہ کیوں کر افغانستان کے تخت پر براجمان ہو سکتا ہے، وہ جس نے کبھی بندوق تک نہیں اُٹھائی، جس کے جسم کا کوئی بھی حصہ جہاد کی مٹی سے گرد آلود نہیں ہوا۔ جس نے کبھی میدانِ جہاد کی سختیاں نہیں جھیلیں، جس کا سارا خاندان تیرہ سال تک مجاہدین کے آلام و مصائب سے بے خبر چین کی بانسری بجاتا رہا۔ اس لئے یہ حق صرف اور صرف مجاہدین کا ہے کہ وہ افغانستان میں اپنی مرضی کی حکومت قائم کریں۔

مجاہدین تیرہ سال تک ایک بڑی طاقت سے نبرد آزما رہے۔ پندرہ لاکھ افغانوں نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا، لاکھوں دوسرے معذور ہوئے، لاکھوں نے ہجرت کی اور اپنے گھربار کو چھوڑا۔ اس لئے جو لوگ ظاہر شاہ کی آمد اور تختِ کابل پر اُس کو براجمان کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں وہ محض احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔

مختلف مجاہد رہنماؤں نے امریکہ، بھارت اور یہودی لابی پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ افغانستان میں مداخلت کر کے افغانوں کی مرضی کے خلاف حکومت قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

پہلے مرحلہ میں شہر کے پرانے ائیرپورٹ اور دوسرے مرحلہ میں نئے ائیرپورٹ تک پہنچ سکتے ہیں اس قیاس اور اندازے کے بعد جنگ کی منصوبہ بندی کی گئی اور اس طرح جنگ کا آغاز ہوگیا،

چنانچہ متعدد جنگوں اور طویل محاصروں کے نتیجے میں خوست فتح کرلیا گیا، لیکن گردیز کا معاملہ اس کے قطعاً برعکس تھا اس سے قبل گردیز پر مسلسل اور متعدد جنگیں نہیں ہوئی ہیں اور خوست کی طرح گردیز کی زمینی اور فضائی ناکہ بندی نہیں کی گئی ہے ۔

جس طرح کہ خوست میں جنگیں ہوئی ہیں اور اس کی فوجی چوکیاں فتح کرلی گئیں ہیں اگر اسی طرح کی کاروائیاں گردیز میں بھی انجام پائی ہوتیں اور شدید برف باری نہ ہوئی ہوتی تو گردیز شہر کب کا فتح ہوچکا ہوتا. اب جبکہ جنگ شروع ہوچکی ہے حالانکہ اس سے قبل گردیز شہر پر مجاہدین کی طرف سے اس قسم کا حملہ نہیں ہوا تھا گردیز مجاہدین کے مکمل محاصرے میں ابھی نہیں آیا ہے اور موسم بھی شدید سردی کی لپیٹ میں آچکا ہے، چنانچہ ایک طرف تو ان وجوہات کی بناء پر فتح گردیز کا عمل طول پکڑ گیا ہے، دوسری جانب جنگ گردیز کے عمل کی طوالت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ میں نے علاقائی جہادی کمانڈروں کے ساتھ یہ طے کرلیا تھا کہ یا تو وہ "تیری" کا راستہ" جو کہ کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے" بند کر کے ہی سے حکومتی فورس کو گردیز شہر نہ جانے دے. تاکہ میں اپنے مجاہدین کے ساتھ شہر پر حملہ کر کے اطمینان سے جہادی کاروائی انجام دے سکوں اور یا وہ شہر پر حملہ کرنے کی تیاری کریں میں "تیری" نامی راستے کی حفاظت کی ذمہ داری انجام دوں گا. چنانچہ جہادی کمانڈروں نے یہ کہہ کر "تیری" نامی راستے کی حفاظت اور حکومتی فورس کو آگے جانے سے روکنے کی ذمہ داری قبول کرلی. کہ مقامی پانچ دستوں ایسی / جن کی افرادی قوت پانچ ہزار مجاہدین پر مشتمل ہے نے فیصلہ کیا کہ "تیری" شاہراہ کو وہ بند کریں گے. پھر بھی میرے اندازے کے مطابق میں ان سے مطمئن نہ ہوا اور اُن سے ایک بار پھر کہا کہ اگر آپ حکومتی فورس کے لئے راستہ بند نہ کردیں تو گردیز پر ہمارا حملہ غیر مؤثر ہوکر رہ جائے گا. مگر انہوں نے ہمیں سختی سے اطمینان دیا.

چنانچہ ہمارے مجاہدین نے گردیز شہر پر حملہ کیا اور یہ حملہ مسلسل جاری تھا، صبح ۹ بجے ہمیں اطلاع ہوئی کہ راستہ بند ہے اس لئے ہم مطمئن تھے اور اگلی رات شہر پر مکمل قبضہ حاصل کرنے کے لئے ہمارے مجاہدین تیاری کررہے تھے. مگر اسی دن ۱۱ بجے دشمن کی تازہ دم فوج شہر میں داخل ہوئی تھی اور ہمیں اطلاع تک نہیں دی گئی تھی. ہم شہر پر حملہ کرنے والے تھے کہ فوج نے ہمارا مقابلہ شروع کردیا. اور ہم شہر کے باہر ہی دشمن سے مقابلہ کرنے پر مجبور ہوئے، اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض جہادی کمانڈروں کے عدم تعاون کی وجہ سے بھی فتح گردیز مؤخر کر دیا گیا. جو اس دوران "تیری" نامی راستہ بند نہیں کرسکے.

بعد میں علاقے میں برفباری ہوئی اور جہادی کاروائیوں کا عمل رک گیا، اس لئے گردیز شہر کی مکمل فتح کا عمل سست ہوتا چلا گیا. مگر حقیقت میں راستہ بند نہ ہونے ہی کو گردیز شہر پر قبضہ حاصل نہ کرنے کا اصل عامل سمجھا جاتا ہے.

ایک علت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ خوست پر بتدریج جہادی کاروائیاں انجام پا چکی تھیں، مثال کے طور پر پہلے تورغر، پھر تکنو، بڑی وغیرہ فتح کرلئے گئے اور آخر میں خوست شہر پر بڑا حملہ ہوا جبکہ گردیز میں ایسا نہیں ہوا ہے،

سوال: دشمن اور مجاہدین دونوں کے لئے گردیز کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: گردیز شہر کے ارد گرد پانچ کلومیٹر کی مسافت کے سوا صوبہ پکتیا

کے تمام علاقے آزاد اور مجاہدین کے قبضہ میں ہیں، جبکہ صوبہ پکتیکا پہلے سے آزاد ہے۔ صوبہ غزنی میں دارالحکومت غزنی شہر کے سوا دیگر بیشتر علاقوں پر مجاہدین کا قبضہ ہے۔ چونکہ یہاں مجاہدین کی بڑی قوت موجود ہے اور دیگر صوبوں سے مواصلاتی مرکز کی حیثیت کا حامل ہے اس بنا پر یہ علاقہ دوسرے علاقوں کو رسد پہنچانے میں بڑی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ صوبہ لوگر کوئی خاص اہمیت کا حامل نہیں کیونکہ وہ محض دارالحکومت اور صوبہ پکتیا کے درمیان اتصال کے بغیر کوئی اور اہمیت نہیں رکھتا۔ اس لئے گردیز جتنا مجاہدین کے لئے اہم ہے اتنا ہی دشمن کے لئے بھی اہم ہے۔

سوال: اس وقت گردیز کی فوجی اور معاشی صورتِ حال کیا ہے۔؟

جواب: گردیز میں دشمن کی پوزیشن بڑی کمزور ہے، انہیں تیل اور ایندھن کی مشکلات کا سامنا ہے، روس کی مشکلات نے ان کی مشکلات میں مزید اضافہ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ کابل کٹھ پتلی حکومت روس کی زیرِ اثر ہے اور وہ روس میں رونما ہونے والی مشکلات کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ "تیری" کا ہی ایک راستہ جس سے گردیز میں کابل فوج کے لئے سپلائی ہو رہی ہے، وہ بھی مشکلات سے خالی نہیں۔ اس راستے کے سوا فوج کو رسد پہنچانے کا کوئی دوسرا راستہ موجود نہیں۔ انہیں چوب ساختہ یعنی جلانے کی لکڑی اور غذائی مواد نہیں ملتا۔ گاڑیوں کے لئے تیل موجود نہیں۔ اس طرح کے دیگر متعدد مشکلات نے کابل فوج کو گھیر لیا ہے۔ وہ اجرتی ملیشیا جو حکومت نے بھاری معاوضہ کے بدلے میں یہاں بھیجا ہے وہ بھی یہاں مزید ٹھہرنے اور لڑنے کے قابل نہیں رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ کابل کٹھ پتلی افواج کو یہ فکر بھی لاحق ہے کہ اس سے پہلے اگر ہم لڑتے تو ایک نظام اور نظریہ موجود تھا۔ اب جب کہ وہ نظام اور وہ (کمیونسٹ) نظریہ خود روس میں بھی ٹوٹ گیا ہے۔ اور کمیونسٹ نظام کی بنیادیں ختم ہو چکی ہیں، اس نظام اور نظریہ پر مزید اعتماد باقی نہیں رہا ہے تو وہ کیونکر لڑے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ نجیب انتظامیہ نہ تو قوم کے لئے قابلِ قبول ہے۔ نہ دنیا اسے مانتی ہے اور نہ ہی دوسری قوتوں کے لئے قابلِ قبول ہے۔ آخر کار یہ نظام ختم ہونے والا ہے۔ اس لئے وہ (کابل فوج) اپنے مستقبل کے بارے میں فکرمند ہیں، اکثر و بیشتر فوجی افسران اور عسکر اس عقیدے پر ہیں کہ وہ مزید غفلت کے مرتکب نہ رہے بلکہ اپنے شعور و عقل سے کام لے کر اپنے مستقبل کے بارے میں سوچے۔

سوال: گردیز میں جنگ کے دوران مجاہدین اور دشمن کے جانی و مالی نقصانات کے بارے میں اگر کچھ بتائیں تو بہتر ہو گا؟

جواب: گردیز میں دشمن کو بڑے مالی و جانی نقصانات ہوئے ہیں دشمن کے اہم مراکز اور مقامات ہمارے جیالے مجاہدین کی زد میں تھے۔ مجاہدین نے جن علاقوں پر اپنا قبضہ جما رکھا تھا دشمن نے بڑی کوشش کی کہ ان پر دوبارہ قبضہ حاصل کرے، لیکن ناکام ہو گئے دشمن کو اس لئے زیادہ جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا کہ اس کے اکثر فوجی اس علاقے سے ناواقف تھے۔ انہیں یہاں کے اہم علاقوں اور راستوں کے بارے میں معلومات حاصل نہ تھیں۔ نیز وہ مجاہدین کی جنگی صورتحال ٹھکانوں اور حملوں کے اطراف سے قطعاً ناواقف تھے، مگر الحمدللہ مجاہدین کے نقصانات اتنے زیادہ نہیں، مجاہدین نے جنگ کے دوران دشمن کے (۱۴۰۰) افراد کو زندہ گرفتار کر لیا ہے، جن میں فوجی افسر ٹینکوں کا عملہ اور دیگر فنی ماہرین بھی شامل ہیں۔

ہلاک شدگان میں ایک گورنر اور ایک فوجی جنرل شامل ہیں۔ جب کہ کرنل بریگیڈئر اور فوجی عہدوں پر فائز دیگر

کثیر تعداد میں فوجی افسر ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں، اسلحے کے اکثر ڈپو نذر آتش کر دیئے گئے ہیں، متعدد ٹینک و بکتر بند اور دوسری جنگی گاڑیاں تباہ اور ناکارہ بنا دی گئی ہیں۔ جب کہ کثیر تعداد میں کارآمد جنگی ہتھیار مجاہدین کے ہاتھ لگ گئے ہیں اور جنگی ساز و سامان کے متعدد ڈپوؤں پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا ہے، حتیٰ کہ اس سے بھی بڑھ کر دشمن کو نقصان ہوا ہے۔ صرف ایک دن دشمن کے ۱۸ ٹینک تباہ ہو گئے۔ جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، اس لئے دشمن علاقے میں مزید ٹینک بھیجنے پر مجبور ہو گیا۔

سوال: کیا گردیز جنگ کے دوران خوست کی جنگی قیدیوں سے بھی کچھ فائدہ اٹھایا گیا یا نہیں؟

جواب: خوست کے جنگی قیدیوں نے گردیز پر حملہ آور مجاہدین کی خدمت اس طرح سے کی کہ ان کے لئے کھانا تیار کرتے رہے اور مجاہدین کو نقشوں کے بارے میں بھی سمجھاتے رہے۔ جنگ میں انہیں استعمال نہیں کیا گیا۔ اس طرح گردیز کے اندرونی حالات اور صورتحال کے بارے میں بعض جنرلوں سے کم و بیش استفادہ کیا گیا ہے۔

سوال: گردیز میں مجاہدین کو کس نوعیت کی مشکلات کا سامنا ہے؟

جواب: ہم جانتے تھے کہ سردی کا موسم ہے۔ مگر ہم چاہتے تھے کہ دشمن کے مقابلہ کی خاطر فرنٹ لائن کو محفوظ رکھے اور گردیز شہر کو اپنے دباؤ میں رکھے۔ فرنٹ لائن میں مجاہدین کے لئے ٹینکوں کی سپلائی انہیں رسد پہنچانے اور شدید سردی سے بچانے کا بندوبست کرنا انتہائی ضروری ہے۔ وہاں مجاہدین کے قیام اور ان کی حفاظت کو یقینی بنانا بھی آسان کام نہیں۔

سوال: اگر گردیز شہر آزاد ہو جائے تو وہاں امن وامان بحال کرنے کے لئے آپ کے پاس کیا منصوبہ ہے؟

جواب: ہو سکتا ہے یہاں خوست سے بھی زیادہ مؤثر اور ایک اچھا ادارہ عمل میں آئے اور مجاہدین ایک صوبے کی سطح پر یہاں ایک فعال ادارے کی تشکیل کر سکے۔

سوال: افغان نام نہاد عبوری حکومت کے وزارت حج و اوقاف کی طرف سے ایک فتویٰ نما شیٹ شائع کی گئی ہے اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: میرے خیال میں وہ (فتویٰ نما شیٹ) کسی بنیاد اور اساس کی حامل نہیں میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس فتویٰ نما شیٹ پر دستخط کرنے والوں نے جس عمل کے بارے میں فتویٰ دیا ہے۔ اسے دیکھا ہی نہیں، خود انہوں نے لکھا ہے کہ دستخط کنندگان عبوری حکومت کے سرکاری علما ہیں اس لئے یا تو مجبور کئے گئے ہیں۔ اور یا تنخواہ کے عوض میں انہوں نے یہ کام انجام دیا ہے، انہیں چاہیئے تھا۔ کہ امامت کے شرائط کو پرکھ کر دیکھ لیتے۔ بغاوت کے شروط کے بارے میں معلومات حاصل کر لیتے، امامت کی اطاعت کے شروط کا اچھی طرح مطالعہ کر کے بعد میں یہ فتویٰ نما شیٹ شائع کر دیتے۔

ہم نے رسمی طور پر اس فتویٰ کا جواب نہیں دیا ہے۔ تاہم حضرت صاحب صبغت اللہ مجددی کو ایک خط بھیجا تھا اور اُن پر واضح کر دیا تھا کہ اگر آپ کی مرضی سے یہ فتویٰ صادر ہوا ہے۔ تو ہم اس کا اصولی اور شرعی جواب دے دیں گے۔ مگر حضرت صاحب نے ہم سے ایک مکتوب کے ذریعے معذرت کی ہے اور اس فتویٰ کی مذمت بھی کی ہے۔ ساتھ یہ وعدہ بھی کیا ہے کہ وہ خود بھی اس کی تردید کرے گا۔ حضرت صاحب نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو ہم ان کا جواب دیں گے۔

اس فتویٰ نما شیٹ میں علمانے اس

طرف اپنی توجہ مبذول کرانے میں زحمت نہیں کی ہے کہ امامت کے لئے یہ شرط ہے کہ عوام امام کے زیر کنٹرول ہو، حدود نافذ کر سکے، ظالم سے مظلوم کا حق وصول کر سکے، جہاد کے لئے فوج کو ترتیب دے سکے. اس کے بعد وہ امیر کی صفت سے متصف ہو سکتا ہے

اب اگر ہم حضرت صاحب سے یہ کہیں کہ وہ جلاوطنی کا امام ہے، حدود کے نفاذ پر حاکمیت نہیں رکھتا. حضرت صاحب جنگ کے لئے فوج کو ترتیب دینا تو کیا جنگ کی مخالفت کا اظہار بھی کر چکا ہے فوج کے لئے تجہیزات تو چھوڑ جنگ کی ممانعت بھی کر چکا ہے.

میں نے حضرت صاحب سے ملاقات کے دوران براہ راست کہا کہ: "حضرت صاحب! مجاہدین جنگ سے تھکے نہیں وہ تو یہ جہاد اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں اور معتقد ہیں کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا. نہ وہ تھکے ہوئے ہیں اور نہ میں کوئی تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں آپ نے مجاہدین کی نمائندگی نہیں کرنا، جہاد تو ایک قوم کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت اور کرامت ہے" اس پر حضرت صاحب خاموش ہو گئے، ہم نے انہیں روس وفد بھیجنے کے عواقب سے بھی خبردار کیا اور انہیں اس کام سے منع بھی کیا. اگرچہ اُس وقت انہوں نے وفد کے جانے کا رسمی اعلان بھی کر لیا تھا مگر ہمارے اصرار پر اس عمل سے دستبردار ہو گیا.

مختصر یہ کہ حضرت صاحب میں امامت کی شرائط نہیں پائی جاتیں ان کا صدارتی مرکز کرایہ پر لئے ہوئے ایک مکان میں ہے. افغانستان کے اندر ایک ماہ رہنے کے لئے بھی انہیں جگہ نہیں ملتی.

انہوں نے حدود کا نفاذ نہیں کیا ہے ایک مظلوم کی دادرسی نہیں کی ہے، امامت کے شرائط پر پورا نہیں اتر سکتا. کسی نے بھی ان سے بیعت نہیں کی ہے، جس وقت وہ (حضرت صاحب) صدارت کے لئے امیدوار تھا اس وقت امیدواروں کی تعداد معین تھی. مگر مجموعی طور پر (۵۰۴، نمائندوں میں سے صرف ۱۴۰، نمائندوں نے انہیں ووٹ دیا تھا. اس حساب سے حضرت صاحب (۱/۴) حصے میں سے بھی کم ووٹ حاصل کر چکے تھے. اس انتخاب کے دوران صرف سات تنظیموں کے بعض نمائندوں نے انہیں ووٹ دیا تھا. انہیں ہر طبقے کے نمائندوں کی حمایت حاصل نہیں تھی.

حضرت صاحب اکثریت کی طرف سے منتخب نہیں ہوئے تھے بلکہ ایک معمولی سی اقلیت کی طرف سے منتخب ہوئے اور ہنگامی حالات کے پیش نظر یہ سب کچھ کیا گیا تھا.

سوال: جناب: آپ نے ارماکورا سے ملاقات کی. اس دوران میں کس نوعیت کی بات چیت ہوئی؟

جواب: جنگی قیدیوں کے بارے میں بات چیت ہوئی. انہوں نے جنگی قیدیوں کو دیکھا. چنانچہ اس ضمن میں وہ خود اپنی رپورٹ کا اعلان کرے گا. سیاسی حل کے بارے میں بھی مختصر سی بات چیت ہوئی لیکن میں نے ان پر واضح کیا کہ یہ پانچ نکاتی فارمولہ مجاہدین کے حق سے انصاف نہیں. چاہیئے تھا یہ کہ پہلے نجیب حکومت کے خاتمے کا اعلان ہو جاتا، اقوام متحدہ میں کابل کٹھ پتلی حکومت کی رکنیت ختم کر دی جاتی اس کے بعد افغانستان میں جنگ بندی ایک فطرتی بات تھی. اس فارمولے کی بنیاد ظالم اور مظلوم کی نشاندہی پر نہیں کی گئی ہے، دونوں کو ایک برابر کا درجہ دیا گیا ہے، جب تک موجودہ نظام بحال ہو ہمارا جہاد جاری رہے گا. کیونکہ کابل میں ایک کٹھ پتلی نظام ہے. چنانچہ ارماکورا نے بھی اقوام متحدہ کے موجودہ نقش پر اعتراض کیا اور ہمارے برحق موقف کے حق میں اپنی ہمدردی حمایت کا اظہار کیا.

از سلطان صدیقی

روس مغربی تہذیب کی یلغار میں

وسطی ایشیا کی مسلم ریاستیں یہودیوں کا اصل ہدف

پاکستان آگے بڑھ کر ان ریاستوں کی قیادت کا فرض ادا کر سکتا ہے

"روس کی اپنی کوئی تہذیب نہیں ہے اور جس ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اس سے ملک کے ساتھ ساتھ اس کی تہذیب و ثقافت بھی ختم ہو جائے گی"

روس جانے والے افغان مجاہدین کے وفد میں شامل ایک رکن راقم سے باتیں کرتے ہوئے بتا رہے تھے کہ مغربی تہذیب الیکٹرانک اور پرنٹیڈ میڈیا کے ذریعے روسی تہذیب کا خلا پُر کرنے کے لئے بڑے آن بان اور طمطراق سے حملہ آور ہوا ہے۔

روس کے اپنے ٹی وی پروگرام انتہائی کمزور، غیر دلچسپ اور غیر متوثر ہیں، جبکہ امریکن ٹیلی ویژن، سی این این اور بی بی سی ٹیلی ویژن وغیرہ کی نشریات وہاں براہ راست دکھائی دی جا رہی ہیں، جس نے خود روسی ٹی وی پروگراموں کو دبا کر رکھ دیا ہے، یوں روسی معاشرے پر مغربی تہذیب مسلط کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔

اسی طرح اگرچہ روس میں پہلے سے جنسی آزادی تھی اور سیکس فری تھا۔ مگر پہلے بازاروں میں سیکس پر لٹریچر یوں عام دستیاب نہیں تھا۔ نہ ہی سیکس کے معاملے میں جبر کی اجازت تھی، لیکن آج کل سیکس پر سارا مغربی لٹریچر ہر جگہ کھلے عام دستیاب ہے۔

یہودیوں نے بطور خاص مسلمان ریاستوں کو اپنا ہدف بنایا ہے اور وہاں سرمایہ کاری کے لئے آگے بڑھے ہیں تاکہ روسی تسلط سے آزادی حاصل کرنیوالے اسلام سے دور رکھے گئے ان مسلمانوں کی قربت حاصل کر کے انہیں مختلف طریقوں سے دوبارہ اسلام سے دور لے جا کر یہودیت کی طرف مائل کیا جائے۔

اسلام سے دور رکھنے کے اثرات ہیں کہ اگرچہ تمام تر سختیوں اور پابندیوں کے باوجود روسی مسلمانوں نے اپنے مذہب اسلام سے رشتہ برقرار رکھا ہے، مگر بہت کم لوگ قرآن پڑھ سکتے ہیں، صرف رشین فیڈریشن میں مسلمانوں کی تعداد آج بھی بیس ملین ہے۔ اس مرکزی ریاست میں روسی کمیونسٹ انقلاب کے بعد چودہ ہزار مساجد منہدم کئے گئے تھے، ان مسلمانوں نے اپنا کلچر برقرار رکھا ہے، مگر ان کی اکثریت کلمہ پڑھ نہیں سکتی، بعض لوگ

اپنے مسلمان ہونے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ انہیں قبلے کا رخ معلوم ہے افغان مجاہدین کے وفد میں شامل "میڈیا" کے ڈائریکٹر جناب منہاج الدین ایک ملاقات میں بتا رہے تھے کہ ایک شخص نے انہیں کہا کہ وہ مسلمان ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اسے رسول کریمؐ کا ایک حدیث یاد ہے۔ پھر اس نے ثبوت کے لئے حدیث بھی سنا دیا کہ:

"مومن کبھی بھی ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جا سکتا"۔

نماز، قرآن اور کلمہ طیبہ وغیرہ سے نابلد یہ مسلمان پھر بھی ماہ رمضان میں روزے رکھتے رہے ہیں اور اسلام سے اپنا ناطہ جوڑے ہوئے ہیں۔

مقبوضہ مسلم ریاستوں کے نمائندوں نے افغان مجاہد راہنماؤں سے ماسکو میں باتیں کرتے ہوئے عالم اسلام پر زور دیا کہ وہ آگے بڑھے ان مسلم ریاستوں پر توجہ دے۔ یہاں تعمیر و ترقی کے کاموں میں مدد دے اور ان مسلمانوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے کر یہودیت کے فروغ کا راستہ روکیں۔

اس سے پہلے بھی ہم نے ذکر کیا تھا کہ روس میں آج کل اشیاء خورد و نوش کی شدید ترین قلت ہے۔ یہاں تک کہ "سپر روس" اپنے معزز سرکاری افغان مہمانوں کو "اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس" میں بھی مناسب اور معقول خوراک فراہم نہ کر سکا اور افغان راہنماؤں کا وفد زیادہ تر سعودی عرب سے اپنے ساتھ لے جانے والے کھجوروں پر گذارہ کرتے رہے یا پھر دو وقت کا اچھا کھانا انہوں نے اس وقت تناول فرمایا۔ جب پاکستان اور ایران کے سفارت کاروں نے ان کے اعزاز میں کھانے دیئے۔

روس کی عمومی صورت حال کیا ہے

حال ہی میں روس کا دورہ کر کے پاکستان آنے والی ایک برطانوی خاتون نامہ نگار کے مطابق وسط ایشیا کی روسی مسلم ریاستوں سمیت سوویت یونین میں عام زندگی انتہائی مشکل حالات کا شکار ہوتی جا رہی ہے اور نہ صرف اشیاء خورد و نوش نایاب ہیں بلکہ زندگی کی دوسری بنیادی ضرورتیں بھی موجود نہیں۔ تیل اور توانائی کا بحران زوروں پر ہے اور روسی فضائی کمپنی سمیت دیگر ٹرانسپورٹ کے بہت سے راستے بند کر دیئے گئے ہیں اور یوں دکھائی دیتا ہے گویا روسی کچھ سمجھ نہیں پا رہے ہوں کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔

خاتون نامہ نگار کے مطابق ازبکستان کے صدر مقام دوشنبہ میں قیام کے دوران انہوں نے دیکھا کہ تمام اہم امور اور کام براہِ راست روسیوں کی نگرانی میں ہو رہے ہیں، اہم مناصب اور انتظامی محکموں میں صرف روسی ہی کام کر رہے ہیں۔ تاہم اب یہ روسی تبدیل شدہ حالات سے خوفزدہ دکھائی دیتے ہیں اور ان ریاستوں کو چھوڑ کر واپس جا رہے ہیں، جن کی جگہ مقامی لوگ پُر کر رہے ہیں۔ تاہم مشکل یہ ہے کہ ان کے پاس تمام تر جدید انفراسٹرکچر موجود ہونے کے باوجود مختلف معاملات سے متعلق علم اور ٹیکنالوجی سے واقفیت نہیں ہے اور ان کو کمیونزم کے طویل برسوں کے دوران امور سلطنت و ریاست سے کچھ اس طرح لاتعلق رکھا گیا کہ اب ان معاملات کو چلانے کے لئے انہیں تربیت حاصل کرنا پڑے گی۔

مغربی خاتون نامہ نگار نے جب ایک اشتہاری کمپنی کے مالک سے اس کے کام کا طریقہ کار دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ دوستوں یا واقف کاروں کے ذریعے بعض افراد کو دفتر میں کام کے لئے لے آتے ہیں تاہم اس طریقے سے انہیں کام کرنے میں کئی مشکلات بھی پیش آتی

باقی ۵۵ نمبر

سید عبداللہ

مکمل اسلامی حکومت کے قیام

اور جہادی قوتوں کو اقتدار کی منتقلی تک

ہماری جدوجہد جاری رہے گی

دنیا میں جتنے قوانین بنائے گئے ہیں اور جتنے اصول وضع کئے گئے ہیں ان سب میں ایسا کوئی قانون یا اصول دیکھنے کو نہیں ملے گا۔ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ ایک فرد، ایک گروہ یا ایک قوم کی محنت مزدوری اور جدوجہد کے نتیجے میں حاصل ہونے والا ثمرہ ان سے چھین کر کسی اور کی جھولی میں ڈال دیا جائے یا کسی ملازم اور مزدور کی اجرت ایک ایسے شخص کے حوالے کر دی جائے جو محنت مزدوری سے کوسوں دور رہیں اور عیش وعشرت کی زندگی گزار رہا ہو۔ اور اگر جہاں کہیں بھی ایسی کوئی مثال دیکھنے میں آتے تو ہر آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اس کے خلاف سراپا احتجاج ہوگا اور اس طرح کے کسی بھی عمل کے سرزد ہونے کی مذمت کرے گا۔ ہر جگہ ایسے اقدام کی مخالفت میں جلسے جلوسوں اور مظاہروں کا انعقاد کیا جاتا ہے اور مختلف طریقوں سے مخالفت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور میرے اندازے کے مطابق انسانی حقوق کی علمبرداری کا دعوٰی کرنے والے تو بطور خاص ایک لمحہ کے لئے بھی چین سے نہیں بیٹھیں گے مگر صد افسوس ہے نام نہاد انسانی حقوق کے چیمپئن امریکہ کے کردار پر کہ وہ ایسے مواقع پر اپنے ذاتی اور اسلام دشمنی پر مبنی مفادات کو مدنظر رکھتا ہے اور انسانی حقوق پھر اسے نظر نہیں آتے۔ اسلام دشمن عالمی استعمار امریکہ کی یہ مسلم و اسلام دشمن پالیسی افغان مسئلے کے حوالے سے بھی کھل کر سامنے آگئی ہے چنانچہ وہاں بھی اسے مسلمان افغان قوم کے حقوق کے ساتھ ہی انسان زد رویہ اپنایا جا رہا ہے، افغان عوام کی جدوجہد کے نتیجے میں حاصل ہونے والے ثمرات دوسروں کی جھولی میں ڈالنے کی سازشیں ہو رہی ہے مگر انسانی حقوق کی نام نہاد علمبردار (امریکہ) اور اس کے حواری نہ صرف یہ کہ اس مردود عمل کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ وہ خود بھی جہادی قوتوں کے مخالف صف میں کھڑے ہو کر افغان مجاہد عوام کے کمائے ہوئے افتخارات اور ۱۴ سال کی انتھک جدوجہد کے نتیجے میں حاصل ہونے والے ثمرات کو کسی اور عیاش واد باش طبقے کے حوالہ کر دینا چاہتے ہیں

یہاں اگر گذشتہ ۱۳۔ ۱۴ برس کے دوران افغان قوم پر گزرے ہوئے حالات و تکالیف اور اس طویل جدوجہد کی غایت

د مقصد پر مختصر سی روشنی ڈالی جائے تو بے جا نہ ہوگا اور ہمارے بعض ہمدرد بخیال اور جہاد افغانستان سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کی آگاہی اور اطلاع کے لئے مفید ثابت ہوگا ۔

یہ حقیقت اقوام عالم سے پوشیدہ نہ ہوگی ۔ کہ افغانستان کی ۹۸٪ آبادی ایسے مسلمانوں پر مشتمل ہے ۔ جو اپنے دین و مذہب سے گہری وابستگی رکھتے ہیں اور یہ لوگ اپنے اسلامی عقائد کے خلاف کوئی اور ازم اور نظام حکومت تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ۔ مگر اپریل ۱۹۷۸ء میں ایک مخصوص کمیونسٹ ٹولے (خلق پرچم) کے ذریعے اور اس وقت کے روسی سامراج کی ایماء پر ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں مشہور کمیونسٹ (نور محمد ترہ کئی) کی قیادت میں ایک لادین اور دہری حکومت افغانوں پر مسلط کی گئی چنانچہ افغان مجاہد عوام اس حکومت کے خلاف عمومی قیام کرنے پر مجبور ہوگئے

ہمارے مسلمان اور بے گناہ عوام محض مسلمان ہونے کے جرم کی پاداش میں جیلوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں بند کر دیئے گئے ۔ انہیں جیلوں میں شہید کر دیا گیا اور قسم قسم کی اذیتیں دی گئیں جبکہ جیلوں سے باہر عوام کا قتل عام کیا گیا ۔

اس طویل عرصہ میں ہمارے مجاہد عوام نے ایک عظیم نصب العین کے تحت ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر سولہ لاکھ شہداء کا نذرانہ پیش کیا ۔ لاکھوں کی تعداد میں معذور و اپاہج ہوکر اپنے قیمتی بدن کے قیمتی حصوں سے محروم ہو گئے ۔ بچے یتیم ہوگئے ، عورتیں اپنے شوہروں کے سایہ سے محروم ہوگئیں ۔ اور پچاس لاکھ کے قریب اپنا گھر بار اور دنیوی مال و متاع چھوڑنے پر مجبور ہوکر اپنے ہمسایہ اسلامی برادر ملکوں ایران اور پاکستان کے غیر آباد علاقوں اور بے آب و گیاہ صحراؤں میں درد اور مصائب و آلام بھری زندگی گزارنے لگے ۔

ہمارے جیالے مجاہدوں نے سینہ سپر ہوکر روسی حملہ آور افواج اور داخلی کمیونسٹوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلحانہ جہاد کا راستہ اپنایا ۔ افغان مجاہد عوام کی اس جدوجہد کے ۱۴ سال پورے ہونے کو ہیں اور جہاد کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے ۔ افغان مجاہدین نے جہاد اور ہجرت کا واحد راستہ کیوں اپنایا ؟ اور انہوں نے اس کٹھن اور دشوار گذار راستے پر اپنا سفر کیوں جاری رکھا ۔ ؟

یہ اور اسی طرح کے دیگر سوالات کے بارے میں صرف اتنا عرض کرنا چاہونگا کہ

۱ ۔ افغان عوام کی مرضی و خواہشات کے برعکس وہاں ایک دہری اور لادین حکومت مسلط کی گئی تھی ۔ جو اب بھی برقرار ہے ۔

۲ ۔ روسی افواج بلا اشتعال اور بلا کسی جرم ہماری اسلامی سرزمین پر حملہ آور ہوئے اور ان کی باقیات اب بھی موجود ہیں ۔

۳ ۔ ہمارے مجاہد عوام نے اپنے ملک اور اپنی سرزمین پر مجاہدین کے ہاتھوں ایک آزاد ، خود مختار اور عدل و انصاف پر مبنی مکمل اسلامی حکومت قائم کرنا اپنے لئے مقصد ، نصب العین اور ہدف کے طور پر منتخب کیا ہے جو ابھی حاصل نہیں ہوا ہے ۔

افغان عوام نے مسلسل ۱۳ سال تک جدوجہد کی ، تکالیف برداشت کئے مصائب و آلام سہے ، جہاد و ہجرت کی ناگفتہ بہ صعوبتیں جھیلیں اور اب جب کہ مقاصد کے حصول کا وقت آپہنچا ہے ۔ ان کے ۱۳ سالہ جہاد کے ثمرات حاصل ہونے کو ہے ان کی قربانی اور جدوجہد رنگ لانے والی ہے ، روسی افواج افغانستان سے بھاگ نکلے ہیں ، کمیونزم کا شیرازہ بکھر گیا ہے

کابل کٹھ پتلی حکومت اپنی بقاء کی آخری سانس لے رہی ہے۔ اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کی شکل میں ہمارے مجاہد، غیور اور شہید پرور عوام کا مقصد پورا ہونے کو ہے تو ایسے نازک اور حساس مرحلے میں مسلمان اور اسلام دشمن قوتوں کی طرف سے ہمارے مومن عوام کے کمائے ہوئے افتخارات، کارنامے اور جہاد کے ثمرات ان سے چھین کر کسی اور کی جھولی میں ڈال دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

کبھی وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل، کبھی مخلوط حکومت قائم کرنے اور کبھی سابق شاہ ظاہر شاہ کو برسر اقتدار لانے کی ظالمانہ اور لاحاصل کوشش کی جاتی ہیں۔

ظاہر شاہ ہی کی قیادت کے دوران ہمارے مسلمان عوام کو ان مصائب، بدبختیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسے تو اسلام اور مسلمان عوام کا سرے سے خیال ہی نہیں بلکہ وہ لادینیت، عیاشی و فحاشی کا دلدادہ ہے۔ ظاہر شاہ کو افغانستان میں حکمرانی کرنے کا قطعاً حق حاصل نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی کردار افغان عوام کو قابل قبول ہے۔ ظاہر شاہ نے جہاد کا سنگر دیکھنا تو درکنار اپنے رنج دیدہ اور مصائب و آلام میں مبتلا عوام کے ساتھ ہمدردی کا بھی کبھی اظہار تک نہیں کیا۔ اب وہ کس امتیاز سے افغان مجاہد عوام کی قیادت کرنے کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے۔ جدوجہد ہمارے عوام نے کی، قربانیاں ہمارے مجاہد عوام نے دیں اور اجرت کسی اور کے حوالے کیا جا رہا ہے، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اور ہم ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گے۔

سامراجی اور اسلام دشمن قوتوں کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ وہ عین کامیابی اور ثمرات کے حصول کے وقت مسلمانوں کی جدوجہد پر پانی پھیر دیتے ہیں اور انقلاب کی کامیابی کے بعد اقتدار کسی لادین، سیکولر اور مغرب زدہ طبقے کے حوالہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ افغان عوام کے بارے میں بھی ایسی ہی کوشش ہو رہی ہے، لیکن ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے جیالے اور مجاہد عوام دشمن کی چالوں سے بخوبی واقف ہیں، ہم پر کسی نوع اجنبی حکومت مسلط نہیں کی جا سکے گی۔ کوئی پٹھو ہمارے عوام پر حکمرانی نہیں کر سکتا۔ جب تک افغان مسلمان عوام کی مرضی و خواہشات کے مطابق افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں مکمل اسلامی حکومت کا قیام عمل میں نہیں آجاتا۔ اور جب تک جہادی قوتوں کے رہنماؤں اور لیڈروں کو اقتدار حاصل کرنے کا حق حاصل نہ ہو تب تک ہمارے جیالے مجاہدین اپنا اٹھایا ہوا اسلحہ زمین پر نہیں رکھیں گے

جنّت کی خوشبو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس رضی اللہ عنہ بن نضر کو اس بات کا بڑا صدمہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگِ بدر میں شریک نہ ہوئے کیونکہ وہ ان دنوں مدینے سے باہر تھے۔ جناب انس رضی اللہ عنہ بن نضر نے کہا "مجھے افسوس ہے کہ میں حق و باطل کے معرکے میں آں حضور کے زیر کمان جہاد میں حصہ نہ لے سکا، اگر مجھے حضور کے ساتھ کسی معرکے میں شریک ہونے کی توفیق ملی تو اللہ میرے کارناموں کو دیکھ لیں گے، اس سے زیادہ وہ کچھ اور کہتے ہوئے ڈرتے تھے۔ ایک سال بعد انھیں غزوۂ احد میں شرکت کا موقع ملا۔" عین لڑائی کے درمیان میں ان کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ بولے میں تو اُحد پہاڑ کے نیچے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں، یہ بات سنتے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ جنگ میں کود پڑے اور لڑتے لڑتے راہِ حق میں شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر تلواروں، نیزوں اور برچھیوں کے نوّے کے قریب نشانات پائے گئے۔ ان کی بہن ربیع بنتِ نضر نے اپنے بھائی کی لاش ان کی انگلیوں سے پہچانی۔

(مسلم۔ ترمذی)

توقیر احمد

لہو کے چراغ

افغانستان پر روسی درندوں کے ظالمانہ یلغار کی مناسبت سے
۲۷ر دسمبر کی یاد میں .... (ادارہ)

دسمبر کا ایک سرد، اور ٹھٹھرا ہوا دن تھا سورج ایک زرد گیند کی مانند پہاڑوں کی چوٹیوں کی اوٹ سے جھانک رہا تھا، چاچا نعیم خان کے گھر میں گاؤں کے لوگ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ یکایک فضا میں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سن کر تمام لوگ کھڑے ہوئے۔

"ایسی آواز پہلے تو کبھی نہیں سنی گئی" وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے۔

"آؤ باہر نکل کر دیکھیں" چاچا نعیم خان نے عینک کی کمانیاں اپنے دونوں کانوں پر رکھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا قطار اندر قطار آسمان پر تیرتے ہوئے جا رہے ہیں" تمام نگاہیں اوپر اٹھ گئیں۔

دیوہیکل اور ہیبت ناک روسی طیارے چیختے اور چنگھاڑتے افغانستان کی سرزمین پر اترنے کے لئے کابل ائیرپورٹ کی جانب محو پرواز تھے، لوگوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ فکر و تشویش کی لہریں تمام چہروں پر نمایاں تھیں۔ بہت دنوں سے وہ افغانستان میں روسی مداخلت کے بارے میں سن رہے تھے۔

"تو کیا یہ باتیں ٹھیک تھیں؟ کیا روسی ہمارے ملک میں داخل ہو گئے ہیں؟" وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے۔

رات کی تاریکی نے گاؤں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ایک بار پھر تمام لوگ چاچا نعیم خان کے مکان میں جمع تھے۔

"بابا ریڈیو پر خبریں شروع ہونے والی ہیں۔" گل زمان نے اپنے باپ چاچا نعیم خان سے سرگوشی میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ریڈیو یہاں اٹھا لاؤ۔ سب سنیں گے۔" چاچا نعیم خان نے قہوہ کی پیالی زمین پر رکھتے ہوئے کہا۔

گل زمان کمرے سے ٹرانسسٹر ریڈیو اٹھا لایا۔ دوسرے لمحے ریڈیو پر نیوز بلیٹن کا آغاز ہوا: "آج روسی افواج کے پانچ ہزار افسر اور جوان کابل ائیرپورٹ پر اتر گئے ہیں، روسی افواج افغانستان میں اصلاحات کرنے کے لئے اور بیرونی مداخلت کے خلاف افغانستان کی مدد کرنے کی غرض سے آئی ہیں۔ جوں ہی افغانستان میں بیرونی مداخلت ختم ہوگی، روسی فوجیں واپس چلی

جائیں گی ۔"

تمام لوگوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی ۔ وہ کمیونسٹوں اور کمیونزم سے شدید نفرت کرتے تھے ۔ ان کے سامنے زار شاہی دور کے سفید روسیوں سے لے کر موجودہ اشتراکی دور کے سرخ درندوں کی تاریخ کھلی کتاب کی طرح موجود تھی ، روسی استبداد کے ہاتھوں جنوبی اور وسطی ایشیا کے لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے لہو کی رُوداد سے وہ واقف تھے ۔ سمرقند ، تاشقند اور بخارا کے علم و دانش کے گہواروں کی بربادی کو نہیں بھولے تھے ۔ اب اسی روس نے افغانستان کو تر نوالہ سمجھ کر ہڑپ کرنے کے لئے اپنا قدم بڑھایا تھا وہ افغانستان پر قبضہ کر کے پوری مسلم دنیا کے سینے پر چڑھ کر بیٹھنا چاہتا تھا

"روسیوں کے بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے جائیں گے اور پھر توڑ دیئے جائیں گے ۔" خبریں سننے کے بعد یہ گاؤں کے لوگوں کا اجتماعی ردعمل تھا ۔

سورج مشرق کی جانب سے سفر کا آغاز کرنے کے لئے آسمان پر اوپر کی جانب آہستہ آہستہ سرکنا شروع ہو گیا تھا ۔ گاؤں کے لوگ اپنے اپنے کام شروع کرنے کے لئے گھروں سے نکل رہے تھے کہ دو روسی بمبار طیارے فضا میں نمودار ہوئے اور گاؤں پر بمباری شروع کر دی ، ہر طرف گرد اور دھوئیں کے مرغولے اٹھنے لگے ۔ کسی نے چیخ کر کہا :

"روسیوں نے اپنی اصلاحات کا آغاز کر دیا ہے ۔"

شدید بمباری کے بعد روسی طیارے واپس پلٹے تو گاؤں میں چند ہی مکانات ایسے تھے جو لوگوں کو پناہ دے سکتے تھے ۔ باقی تمام ملبے کا ڈھیر بن گئے تھے ۔ زندہ بچ جانے والے اپنے زخمیوں کو سنبھال رہے تھے اور زخمی شہید ہو جانے والوں کو دیکھ رہے تھے ۔

یہ روسیوں کی ان لاتعداد بمباریوں میں سے ایک بمباری تھی جس کا سلسلہ انہوں نے پورے افغانستان کو خوفزدہ کرنے کے لئے شروع کیا تھا ۔ لیکن ان کا یہی اقدام ایک ایک بستی کو جھنجھوڑ گیا ۔

گل زمان نے اپنے باپ سے کہا : " بابا ! آپ ماں اور بچوں کا خیال رکھیں ۔ میں مجاہدین کے پاس جا رہا ہوں ۔"

اور اپنی ماں سے اس نے کہا : " ماں ! کیا آپ مجھے اپنی دعاؤں کے ساتھ اجازت نہیں دیں گی ؟"

اس روز گل زمان کی ماں نے اپنے مجاہد بیٹے کی دل بھر کے بلائیں لیں ، ماتھے کو بوسے دیئے ۔ اور پھر وہ گھڑی آن پہنچی جب جذبہ ایمان اور ایثار و قربانی کے جذبے سے معمور ماں نے اپنی عمر بھر کی کمائی اور اپنے بڑھاپے کا سہارا گل زمان کی شکل میں خدا کو سونپ دیا ۔ وہ دیر تک دوسرے لوگوں کے ساتھ پہاڑی پر کھڑی اپنے مجاہد بیٹے کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی اور جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوا وہ واپس نہیں پلٹی اس کی آنکھوں میں نمی ضرور تھی ۔ لیکن آنسو اس کی آنکھوں سے نہیں گرے ۔ اس کے ساتھ اس کے دوسرے بچے بھی تھے اور وہ جانتی تھی کہ ایک آنکھ سے آنسو گرا تو کتنی ہی آنکھیں اشکبار ہو جائیں گی ۔

چند دنوں کے بعد گل زمان کے بوڑھے ماں باپ اور بہن بھائی دوسرے لٹے پٹے خاندانوں کے ساتھ اپنے گاؤں سے پاکستان ہجرت کر گئے ۔ گل زمان کبھی کبھار مہاجر کیمپ میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے ملنے چلا آتا تھا ۔

اس روز موسم خوشگوار تھا ، دن کا اجالا ہر سو پھیلا ہوا تھا ۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے روح کو تازگی بخش رہے تھے ۔ گل زمان اپنی بندوق کاندھے پر لٹکائے ہوئے خیمے میں داخل ہوا ۔ گل زمان کی ماں نے جب اپنے مجاہد بیٹے کو دیکھا تو اس کا چہرہ دمک اٹھا ۔

" محاذِ جنگ کی تازہ صورتِ حال کیا ہے ؟"

چاچا نعیم خان نے اپنے بیٹے سے پوچھا۔

"بابا! ہم آپ کی دعاؤں سے محروم نہیں ہیں!" گل زمان نے کہا۔

"پہلے میرے بیٹے کو ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھا لینے دو۔ آج یہ کتنے دنوں کے بعد میرے ہاتھ کا پکا کھانا کھائے گا۔" ماں نے کہا اور پھر گل زمان کی چھوٹی بہن سے مخاطب ہوئی:

"اپنے بھائی کا ہاتھ منہ دھلاؤ، میدانِ جنگ کی گرد تو اس کا زیور بن گئی ہے"

گل بانو نے بھائی کے ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہوئے پوچھا!" بھائی جان! یہ کیمونزم کیا ہوتا ہے؟"

گل زمان مسکرایا! "صرف پیٹ کے لئے جینے کا نام کیمونزم ہے۔ اپنی زندگی سے خدا کو نکال دو، قرآن کو چھوڑ دو، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول جاؤ" کیمونسٹ بن جاؤ گی۔"

"ایسی زندگی سے تو موت اچھی۔" گل بانو نے بلا تامل کہا۔

"ہم ایسی زندگی کی دعوت دینے والوں کو موت کا تحفہ ہی دے رہے ہیں" گل زمان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

سورج نے دن بھر کا سفر مکمل کر لیا تھا اور شام نے سرمئی آنچل ہٹا کر رات کی سیاہ چادر اوڑھ لی تھی، عشاء کی نماز کے بعد گل زمان اور دیگر اہل خانہ اکٹھے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

"بیٹا! ہماری ہر دم یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مجاہدین کی مدد فرمائے۔"

"بابا! جس بے سروسامانی اور فرسودہ ہتھیاروں سے ہم لوگ لڑ رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہی ہے کہ اپنے سے کئی گنا طاقتور دشمن کے ہر محاذ پر دانت کھٹے کر رہے ہیں۔"

گل زمان کی ماں نے جو کہ کافی دیر سے چپ بیٹھی تھی پوچھا: "یہ جنگ اور کتنے دن جاری رہے گی۔"

"کسے معلوم کہ یہ جنگ کتنے دن لڑی جائے گی۔" چاچا نعیم خان نے بتایا۔

"میری تمنا ہے کہ جلدی سے گل زمان کے لئے چاندی دلہن لاؤں۔" گل زمان کی ماں نے کہا۔

کیمپ کے ان چھوٹے چھوٹے خیموں میں نہ جانے ایسی کتنی خوشیاں اپنے لمحات کا انتظار کر رہی تھیں۔

رات کی تاریکی میں مجاہدین دشمن پر شبخون مارنے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے گل زمان اور اس کے ساتھی روشنی کے گولے لئے ہوئے تھے۔ کمانڈر کی طرف سے اشارہ ہوتے ہی انہوں نے روشنی کے گولے پھینکنے شروع کئے۔ اب روسی قافلہ پوری طرح ان کی آنکھوں کے سامنے تھا، وہ دشمن پر آگ برسا رہے تھے۔ آن کی آن میں قافلے کے متعدد فوجی ٹرک دھماکوں سے پھٹ گئے۔ ان کی وجہ سے کئی دوسرے ٹرکوں نے بھی آگ پکڑ لی اور پھر اسلحہ اور گولہ بارود سے لدے ہوئے ٹرک جل کر راکھ ہو چکے تھے۔ اسی دوران میں ایک سنسناتی ہوئی گولی گل زمان کے سینے میں پیوست ہو گئی۔ اس موقع پر جن شہیدوں نے مسکراتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا وہ ان میں شامل تھا۔

چاچا نعیم خان نے اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر کو تحمل سے سنا۔ گل زمان میٹرک پاس کر چکا تھا۔ جب روسی افغانستان میں داخل ہوئے، اور آج اس نے زیادہ اچھا مستقبل پا لیا تھا۔

ماں نے یہ خبر سنی تو وہ نہ چیخی، نہ چلائی آسمان کی طرف دیکھا اور کہا:

"مالک! میری قربانی قبول فرما۔"

کیا ایسی سرزمین کو غلام بنایا جا سکتا تھا، جو ایسی مائیں اور ایسے بیٹے رکھتی ہے۔

تحریر: سجاد گل پشاور

کشمیری عوام کے شب و روز

مقبوضہ کشمیر میں قابض بھارتی فوجوں کی کاروائیاں بدستور جاری ہیں آئے روز کسی نہ کسی گاؤں میں کسی نہ کسی بہانے سے بریک ڈاؤن کر دیا جاتا ہے جس کا مقصد مجاہدین کی نقل و حرکت سے آگاہی حاصل کرنا اور اُن کے تمام راستے مسدود کرنا شامل ہے، پوچھ گچھ کے نام پر ہر راہ چلنے والے شخص کو پکڑ لینا اور بلا جواز و ثبوت ٹارچر سیلوں میں ڈال کر اذیتیں دینا یا مار ڈالنا فوج کا "قانونی" حق بن گیا ہے۔

ان تمام وحشیانہ اقدامات کے باوجود صاف نظر آتا ہے کہ بھارتی قابض فوج کشمیر میں جنگ ہار چکی ہے، ان پر مجاہدین کا خوف اس طرح حاوی ہو چکا ہے کہ ایک گولی بھی کہیں چل جائے بھارتی فوج لرزہ براندام ہو جاتی ہے۔ تین چار فوجی گاڑیوں کا آزادانہ ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔ فوج کی نقل مکانی کانوائے کی صورت میں ہوتی ہے۔ اور ان بڑے بڑے بکتر بند دستوں کے آگے پیچھے توپ خانہ، مشین گنیں اور دوسرے دفاعی انتظامات ہوتے ہیں اور ہیلی کاپٹر بھی ساتھ ساتھ پرواز کرتے ہیں تاکہ مجاہدین کے حملے کی صورت میں فوجی گاڑیوں کی حفاظت کی جا سکے۔ اس کے باوجود ہر قافلے پر مجاہدین حملے کرتے اور انہیں بے پناہ نقصانات سے دوچار کرتے رہے ہیں، ایسے کئی واقعات پیش آچکے ہیں کہ درجن بھر مجاہدین نے بڑے بڑے فوجی قافلوں پر حملہ کیا بیسیوں فوجی ہلاک کئے، بیسیوں گاڑیاں تباہ کیں اور بغیر نقصان اُٹھائے اپنے ٹھکانوں پر واپس جا پہنچے۔ اب بھارت کے فوجی مدبر اور مبصر تک یہ تسلیم کرنے لگے ہیں کہ مجاہدین کو ختم نہیں کیا جا سکتا، مجاہدین کا پختہ یقین ہے۔ کہ بھارت کی قوت پارہ پارہ ہو کر رہے گی۔ اور کشمیر میں وہی انجام ہندوستان کا مقدر بنے گا جو روس کا افغانستان میں بنا، کشمیر کے بچے بچے جن کے ہاتھوں میں قلم ہونا چاہیئے۔ اُن کے ہاتھوں میں کلاشنکوف ہے، کیونکہ وہ اپنا حق لینے کا طریقہ جان چکے ہیں، وہ جان چکے ہیں۔ کہ اُنہیں اپنے حق کے حصول کے لئے قربانی دینی ہوگی

مقبوضہ کشمیر کے حالات وواقعات طشت از بام اور بالکل واضح ہیں کوئی بھی ذی شعور شخص اس بات کو محسوس کر سکتا ہے کہ کشمیری عوام پر بھارت نے اپنا غاصبانہ تسلط قائم کر رکھا ہے اور وہ نہیں چاہتا۔ کہ کشمیری آزادی کی آواز بلند کریں۔ کیونکہ آزادی کے لئے جیسے ہی آواز اُٹھتی ہے اُس کی یہ آواز وہیں دبا دی جاتی ہے، اور اگر تحریک میں شدت آجائے۔ تو بھارت مزید فوج مقبوضہ علاقے میں بھیجنا شروع کر دیتا ہے، کیونکہ وہ طاقت اور جبر واستبداد کی پالیسی پر گامزن ہے۔

ایک بھارتی فوجی نے جسے کشمیری مجاہدین نے گرفتار کر لیا ہے، اپنے مصائب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ چھ ماہ سے مجھے دن اور رات کے کسی وقت جوتے اُتارنے کا موقع نہیں ملا، جوں ہی کھانا

کھانے بیٹھتے ہیں فائرنگ ہو جاتی ہے تین تین دن تک بھوکا رہنا پڑتا ہے۔ نوکری کا کیا فائدہ۔ اس فوجی نے کہا کہ اگر پاکستان حملہ کرے تو ہم اپنے افسروں کو گولی مار کر بھاگ جائیں گے۔

مقبوضہ کشمیر میں پچھلے تین سالوں میں ۲۵ ہزار سے زائد بے گناہ کشمیری شہید کر دیئے گئے۔ اور بے شمار خواتین کی آبرو ریزی کی گئی۔ ہزاروں مکانات یا تو جلا دیئے گئے یا انہیں مسمار کر دیا گیا۔

بھارتی فوج کشمیریوں سے اُن کے حقِ خودارادیت کا بدلہ لینے کے لئے اُنہیں فاقہ کشی کے ذریعے ہلاک کرنا چاہتی ہے وہاں قحط کے حالات پیدا ہو چکے ہیں اور روزمرہ کی اشیاء دستیاب نہیں۔ بھارتی فوج اُنہیں قحط میں مبتلا کر کے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل چاہتی ہے جو ناممکن ہے

مقبوضہ کشمیر میں کشمیری عوام نے امریکی سینیٹر پریسلر کے کشمیر کے بارے میں بیان پر شدید ردِعمل کا اظہار کیا ہے اور کشمیریوں کی کئی تنظیموں نے مسٹر پریسلر کے اس بیان کی بھی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ انہیں اسی قسم کا بیان دینے سے پہلے مقبوضہ کشمیر کا دورہ کرنا چاہیئے تھا۔ لیری پریسلر جو گذشتہ دنوں بھارت سے ہوتے ہوئے پاکستان کے دورے پر آئے تھے ایک پریس کانفرنس میں جب اُن سے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی ظلم و ستم پر تبصرہ کرنے کو کہا گیا تو وہ اخباری کانفرنس سے اُٹھ کر چلے گئے پریسلر کو کشمیر میں انسانی حقوق کی بڑے پیمانے پر جو خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ وہ نظر نہیں آئی۔

بھارت نے کسی بھی ادارے یا انسانی حقوق کی تنظیم کو مقبوضہ کشمیر کا دورہ کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے تاکہ ان کے مظالم اور وحشیانہ سلوک سے دنیا کو آگاہی نہ ہو۔

مقبوضہ کشمیر کے اگر حالیہ واقعات پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو روح دہل جاتی ہے، مقبوضہ کشمیر میں ہر روز بھارتی فوجی راہگیروں کو پکڑ کر پوچھ گچھ کرتے ہیں اور اُنہیں ہلاک کر دیتے ہیں، غرض کہ انہوں نے اپنی عدالت قائم کر رکھی ہے۔

ایک خاتون نے کہا۔ فوجی مجھ سے میرے مجاہد بیٹوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ وہ کہاں ہیں۔ میں نے لاعلمی ظاہر کی۔ تو انہوں نے سنگین سے میرے ۵ ماہ کے بچے کو مار ڈالا

اس طرح ایک ٹانگ سے معذور ضعیف شخص نے اپنا دردناک واقعہ سنایا۔ یہ بوڑھا ایک سرد رات گھر میں سویا ہوا تھا کہ بستی کا محاصرہ ہو گیا، اس کے ۵ جوان بیٹوں کو فوج نے گھر سے باہر نکالا پہلے برف میں لٹا کر ڈنڈوں سے ان کی پٹائی کی فوجی پوچھ رہے تھے کہ انہوں نے اپنا اسلحہ کہاں رکھا ہے۔ ان کے پاس ہتھیار نہیں تھے۔ لیکن جان بچانے کے لئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میرے ساتھ جنگل میں چلیں۔ میں نے اسلحہ وہاں چھپا رکھا ہے۔ راستے میں نوجوان نے موقع پاتے ہی ایک فوجی کے سر پر بڑا سا پتھر مار کر اسے ہلاک کر دیا، اور دو کو پہاڑی سے نیچے گرا دیا۔ لیکن بھاگتے ہوئے خود بھی فوج کی گولیوں کا نشانہ بن گیا۔

اس واقعے کا علم جب دوسرے فوجیوں کو ہوا۔ تو اُنہوں نے بوڑھے کے دیگر چار بیٹوں کو صحن میں کھڑا کر کے گولیاں مار دیں۔ بوڑھے نے روتے ہوئے کہا کہ وہ میری دو جوان سال بیٹیوں کو بھی اُٹھا لے گئے۔ اور تیسرے دن ان کی لاشیں جنگل کے قریب پائی گئیں۔ ایک درندہ صفت فوجی نے رائفل کا بٹ مار کر میری ٹانگ توڑ دی۔

اِن حالات اور اِن واقعات کے باوجود کشمیریوں کے قدموں میں لرزش نظر نہیں آتی۔ وہ جرات ہمت اور استقلال سے بھارتی فوجیوں سے نبرد آزما ہیں اور وہ دِن دور نہیں جب روس کی طرح بھارت کو بھی ناکام و نامراد کشمیر سے واپس لوٹنا پڑے گا۔

محمد ایوب منیر

اپنے برمائی (اراکان) مظلوم مسلمان بھائیوں کے بارے میں بھی سوچئے

جنوب مشرقی ایشیا کی مسلم ریاست اراکان عرصہ دراز سے برما کی جابرانہ حکومت کے تسلط میں جکڑی ہوئی ہے، ۴ جون ۱۹۴۸ء (برما کا یوم آزادی) سے اختتام ۱۹۹۱ء تک چالیس لاکھ مسلمانوں پر مختلف بودھ حکومتوں نے جو ظلم و ستم کئے ہیں اس کی تفصیل درج کرتے ہوئے قلم لرز اٹھتا ہے، یہ بیسویں صدی ہی کا واقعہ ہے کہ مسلمانوں کو زندہ جلا کر ان کی راکھ کو سمندر میں بہا دیا گیا اور اجتماعی تباہ کاری میں جو بچے باقی رہ گئے ان کو ڈھور ڈنگروں کی طرح جنگلوں میں ہانک دیا گیا تا کہ وہ فاقہ کشی سے مر جائیں اور اراکان کی سرزمین کو مسلمانوں سے خالی کرایا جا سکے۔

آج اراکان برما کے ۱۴ صوبوں میں سے ایک ہے، جبکہ ۱۷۸۴ء تک یہ ایک خود مختار مسلم ریاست تھی۔ اراکان کا رقبہ سولہ ہزار کلومیٹر ہے۔ اراکان کی ریاست بنگلہ دیش خلیج بنگال اور چند پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ اراکان کے شمال میں چند پہاڑوں کا سلسلہ ہے، جبکہ شمال مغرب میں مملکت بنگلہ دیش ہے، خلیج بنگال کے ساتھ ساتھ اراکان کی ایک سو ساٹھ کلومیٹر لمبی ساحلی پٹی ہے جبکہ مشرق میں برما کے صوبے پھیلے ہوئے ہیں، اراکان کی بنگلہ دیش کے ساتھ ۱۷۶ کلومیٹر لمبی سرحد ہے۔

اراکان میں بسنے والے چالیس لاکھ مسلمان رہنگیا نسلی طور پر ترکوں، عربوں، ایرانیوں پٹھانوں اور مغلوں کی اولاد ہیں جبکہ رہنگیا زبان عربی، فارسی، ترکی، ہندی، اردو اور بنگالی سے مل کر وجود میں آئی ہے، اراکان میں چار دریا بہتے ہیں اور اس کا ۷۰ فیصد رقبہ جنگلات پر مشتمل ہے۔ ڈھائی ہزار سال قبل مسیح کے نقشوں میں بھی یہ علاقہ بطور تجارتی بندرگاہ کے نمایاں نظر آتا ہے، مشہور مورخ آر بی سمارٹ نے ۷۸۸ء سے قبل کے ان تاجروں کا ذکر کیا ہے۔ جو اس علاقے میں تجارت کے لئے آتے رہے ہیں۔ برصغیر پر ہندوؤں کی مشہور و معروف موریہ حکومت کے زمانے میں یہ علاقہ "رحمبری" کے نام سے معروف تھا، منگول ۹۵۰ء میں یہاں آئے۔

طلوع اسلام کے ساتھ ہی مسلمان تاجروں کے ذریعے یہاں اسلام پھیلنا شروع ہوا۔ سینہ بہ سینہ روایت چلی آتی ہے، کہ اسلام کے پانچ ارکان کی نسبت سے اس علاقے کا نام اراکان رکھا گیا۔

سلیمان شاہ نے ۱۴۳۰ء میں یہاں اسلامی حکومت قائم کی اور دار الحکومت کا نام روہانگ رکھا۔ ۱۶۱۱ء میں سلیم شاہ نے فارسی کو یہاں کی سرکاری زبان قرار دیا۔ برصغیر پر اپنا قبضہ مکمل کرنے کے بعد انگریزوں نے برما خصوصاً اراکان کو زیر کرنے کے لئے ۱۸۲۴ء، ۱۸۵۲ء اور ۱۸۸۵ء میں مہمات روانہ کیں۔ ۱۸۴۵ء سے باضابطہ علاقے مفتوح ہونے لگے اور ۱۸۸۰ء میں برما (بشمول اراکان) کو برطانوی ہند کا حصہ بنا دیا گیا۔ اہل برما اور انگریزوں کے درمیان ہونے والی جنگوں میں ہزاروں لوگ کام آئے

اراکان میں نسلی طور پر دو گروہ آباد ہیں رہنگیا مسلمان ہیں اور ان کی تعداد ۷۰ فیصد ہے۔ جبکہ مگھ بدھ مت کے پیروکار ہیں

اور آبادی کا ۲۰ فیصد ہیں۔ یاد رہے برما میں اکثریت بدھ مت کے ماننے والوں ہی کی ہے۔

بدھوں اور مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ فسادات کا آغاز ۱۹۲۰ء میں ہوا۔ برما کے لوگوں کی نگاہیں ہمیشہ اراکان کے سرسبز اور زرخیز علاقوں پر مرکوز رہیں اور وہ اس علاقے کے وسائل سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں اراکان میں زراعت، صنعت، تجارت اور ملازمت مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی ۱۹۲۰-۲۳ء کے درمیان جدوجہد آزادی نے زور پکڑا اور سترہ ہزار دیہات کے لاکھوں لوگ اس میں شریک ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں اراکان کے ساٹھ ہزار مزدوروں کو بیروزگار کردیا گیا۔ ۱۹۳۸ء میں ایک باقاعدہ منصوبے کے ذریعے تیس ہزار برمی مسلمانوں کو تہ تیغ کردیا گیا۔ ۱۹۴۲ء تک قتل ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی، ۱۰ار مئی ۱۹۴۲ء کو برطانیہ نے برما خالی کرنے کا اعلان کیا، مسلم رہنماؤں نے اراکان میں اسلامی ریاست کے قیام کا اعلان کردیا۔

۱۹۴۵ء میں تین سال قابض رہنے کے بعد جاپانی فوج نے برما خالی کردیا اور برما میں برطانوی افواج دوبارہ داخل ہوگئیں۔ ۴ جنوری ۱۹۴۸ء کو نیلونگ کا معاہدہ ہوا جس میں تمام متعلقہ ریاستوں کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ اتنی مدت گزر جانے کے بعد آزادی یا علیحدگی کا حق استعمال کر سکتی ہیں معاہدہ کرنے والی ریاستوں میں اراکان بھی شامل تھی۔

اراکان کا برما سے کوئی زمینی رابطہ قائم نہیں ہے اور نہ ہی راستہ ہے، جنوری ۱۹۵۰ء میں ۳۰ ہزار افراد وہاں کی بودھ حکومت کے ظلم وستم کا مقابلہ نہ کرتے ہوئے مشرقی پاکستان میں داخل ہوگئے۔ کیونکہ ۱۹۴۸ء ہی میں اراکان کے مسلمانوں کو غیر ملکی قرار دے دیا گیا تھا اور اس کے بعد ظلم وستم کا جو دور شروع ہوا وہ آج تک ختم نہیں ہوا۔ مسلمانوں کو برمی قانون قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ جس کے مطابق عورت مرد کو طلاق دے سکتی ہے۔ مسلمانوں کی بڑی بڑی جائیدادوں اور وسیع زمینوں پر قبضہ کیا گیا۔ ان کے مکانوں کو جلا ڈالا گیا، مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے بچوں کے نام بدھ مت کے پیروکاروں جیسے رکھیں ظاہر ہے اس قسم کے ماحول میں تعمیر وترقی کا کیا سوال پیدا ہوسکتا ہے، آج بھی اراکان کی سرزمین میں ڈاکٹرز، انجینئرز اور ماہرین معیشت ناپید ہیں

۱۹۵۶ء میں مختلف حیلے بہانوں سے بتیس ہزار مسلمانوں کو مشرقی پاکستان کی سرحد کی طرف دھکیل دیا گیا ان کو بنگالی النسل کہہ کر برما خالی کرنے کا حکم دیا جاتا۔ یہی وجہ ہے ۱۹۵۸ء میں اراکان میں الحاق پاکستان کی تحریک اٹھی، ۲،مارچ ۱۹۶۲ء کو برما میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا، پارلیمنٹ توڑ دی گئی، جنرل نیون نے اقتدار سنبھال کر فوج کو ایک فوجی سوشلسٹ جیل خانے میں تبدیل کر دیا، احتجاج کی لہر اٹھی، طالب علموں نے مظاہرے کئے تو طلبہ یونین کی بلڈنگ کو ڈائنامائیٹ سے اڑا دیا گیا اور سوشلزم کو نافذ کرنے کے لئے بے ڈھنگے طریقے اختیار کئے گئے، قربانی کے لئے جانور ذبح کرنے اور حج کے لئے مکہ جانے پر حکماً پابندی لگا دی گئی، مسلمانوں کے وقف ان سے متعلقہ جائیدادیں اور قبرستان سرکاری تحویل میں لے لئے گئے۔ اذان کے لئے لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو جبراً ممنوع اور جرم قرار دیا گیا کاشت کاری کرنے والے لوگوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ سارے فارموں میں کام کریں اس طرح چالیس فیصد کاشت کار حکومت کے پروگرام میں شامل ہوگئے اور ساٹھ فیصد بیروزگار ہو گئے۔ ۱۹۶۷ء میں فاقہ کشی سے مرنے والوں کی تعداد پچیس ہزار تک پہنچ گئی۔ ۱۹۶۷ء ہی میں دارالحکومت اکیاب سے پانچ ہزار مسلمانوں کو جو وہاں عرصہ دراز سے رہ رہے تھے غیر ملکی قرار دے کر نکال باہر کیا گیا، مسلمانوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ نقل مکانی کر جائیں یہاں تک کہ مارچ ۱۹۷۵ء تک اراکان سے بنگلہ دیش ہجرت کرنے والے افراد کی تعداد تین سو افراد روزانہ تھی۔

۱۹۷۷ء میں غیر ملکی ہونے کا ڈھونگ رچا کر مسلمانوں کو پھر در بدر ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ ڈیڑھ سو سال سے بولی اور سمجھی جانے والی زبان پر حکومت نے پابندی لگا دی، ۱۹۷۴ء میں حکومت کے خلاف بغاوتوں کا آغاز ہوا اور ۱۹۷۶ء میں برما کی سوشلسٹ پارٹی کے پچاس

ہزار افراد کا عدم وفاداری کے سبب اخراج کر دیا گیا۔ فروری ۱۹۷۸ء میں حکومت نے مسلم مخالف تحریک کا آغاز کیا اور اسے مسلم، بودھ حکومت فسادات قرار دے کر ایک لاکھ افراد کو قتل کر دادیا جبکہ محتاط اندازے کے مطابق تین لاکھ افراد نے بنگلہ دیش میں پناہ لی مجموعی طور پر دس لاکھ افراد ان فسادات سے متاثر ہوئے۔ جبکہ چالیس ہزار افراد بنگلہ دیش اور برما کے جنگلوں میں بھٹکتے رہے اور ایک بڑی تعداد نے موت کو گلے لگا لیا، نیون کا طویل ترین دور حکومت اس کے بعد ڈاکٹر مونگ کا اقتدار اور اس کے بعد سامونگ کی حکومت نے ظلم وستم کا کاروبار جاری رکھا اور آج بھی مسلمانوں کی شب تاریک سحر میں تبدیل ہوتی نظر نہیں آتی۔ بیسویں صدی کی آخری دو دہائیاں عظیم الشان تبدیلیوں کا مشاہدہ کر رہی ہیں، کمیونزم تباہ ہو چکا ہے، امریکہ نے نئے عالمی نظام کی صورت میں تباہی کے دھانے میں قدم رکھ لیا ہے، انڈونیشیا سے کاشغر اور نائیجیریا سے البانیہ تک امت مسلمہ کو اپنی آزادی اپنے وجود کی شناخت اور اپنے نظریے کی سربلندی کے لئے اسلام کے پرچم تلے متحد و متفق ہونا چاہئے۔ تاکہ دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں اور آزادی کے متوالوں کو ان کی منزل حاصل ہو، ضرورت اس امر کی ہے کہ کشمیر، فلسطین، افغانستان، مشرق وسطیٰ کی ریاستوں کی طرح اراکان کے مسلمانوں کے لئے بھی دنیا بھر سے آواز بلند ہو اور اراکانی مسلمانوں کی جدوجہد اختتام تک پہنچ سکے اور وہ بھی آزادی کی فضا میں سانس لے سکیں۔

بقیہ:۔ وسطی ایشیا کی ریاستیں

ہیں۔ جب خاتون نامہ نگار نے اس کے کام کی نوعیت کو مشتہر کرنے اور اس طرح کئی امیدواروں کو بلا کر ان میں سے اچھے کارکنوں کو چننے کی تجویز بتائی تو وہ یہ سن کر حیران رہ گیا کہ مذکورہ اشتہاری ایجنسی کے روسی مالک کے لئے یہ تجویز انتہائی حیران کن تھی اور بقول خاتون نامہ نگار کے وہ اسے سن کر اچھل پڑا اور ستائش کے انداز میں کہنے لگا کہ ہمیں کبھی ان طریقوں کا خیال تک نہیں آیا۔

نامہ نگار کے مطابق روسی ریاستوں کے مختلف شہروں میں جدید طرز تعمیر اور ماحول ہونے کے باوجود عام آدمی انتہائی مشکل کا شکار ہے۔ ہوٹلوں میں کھانا نہیں ملتا۔ وہ خود جس ہوٹل میں ٹھہری ہوئی تھی وہاں انہیں ہوٹل کے کچن سے براہ راست کھانا خریدنا پڑتا تھا کیونکہ پہلے تو ہوٹل کے ریسٹورنٹوں میں جم غفیر ہونے کی وجہ سے بغیر رشوت دیئے اپنے لئے میز کرسی بک کرنا انتہائی مشکل کام تھا اور پھر یہ ضروری نہیں تھا کہ میز کرسی ملنے کے باوجود کھانا بھی مہیا کیا جا سکے۔

تمام روسی مرد صرف ایک چیز میں خود کفیل ہیں جو روسی واڈکا شراب ہے۔ تمام روسی مرد سہ پہر دو بجے سے روسی شراب کی موٹی موٹی بوتلیں جیبوں سے نکال کر پینا شروع کر دیتے ہیں اور ایک گھنٹے کے اندر اندر انہیں نشہ ہو جاتا ہے۔

خاتون نامہ نگار نے بتایا کہ ایک ریل گاڑی میں وہ اکیلی خاتون تھی۔ وہ یہ محسوس کر کے انتہائی دہشت زدہ ہو گئی کہ سینکڑوں روسیوں سے بھری ہوئی اس ریل گاڑی میں وہ اکیلی خاتون تھی بلکہ یہ تمام کے تمام روسی شراب کے نشے میں دھت تھے۔

اس نے بتایا کہ روسیوں کا آپس میں میل جول کرتے وقت باہمی لہجہ و رویہ انتہائی تلخ ہوتا ہے۔

مغربی خاتون نامہ نگار کے مطابق پاکستان کے لئے ان ریاستوں کی امداد و تعاون کا بہترین موقع ہے کہ وہ نہ صرف انہیں کاروبار زندگی کے جدید تقاضے سکھا سکتا ہے بلکہ آزاد دنیا میں ان کی قیادت کا فرض بھی ادا کر سکتا ہے۔

میاں گل

عالم اسلام کی بقاء کے لئے

جہاد

ایک اہم ضرورت ہے

"جہاد" محض لڑنے کا نام نہیں اور نہ ہی کسی مخصوص مقصدِ دنیوی حاصل کرنے کے لئے جہاد کی اصطلاح استعمال کی جا سکتی ہے۔ بلکہ دینِ اسلام میں "جہاد" کی اصطلاح ایک جامع اور عالمگیر مفہوم رکھتی ہے۔ جس میں انسانی اقدار اور انسانیت کے تمام اصولوں کی رعایت کی گئی ہے

جہاد کے دوران ایک مجاہد دشمن سے لڑنے کے باوجود اُن تمام اصولوں کا پابند ہوتا ہے۔ جو شریعت نے اس کے لئے وضع کئے ہوتے ہیں، مثلاً درخت کاٹنے کھیت کھلیانوں کو نقصان پہنچانے۔ معصوم بچوں، بیماروں، عورتوں اور بوڑھوں پر ہاتھ ڈالنے کی قطعاً اجازت نہیں۔ یہ وہ سنہرے اصول ہیں جو دینِ مقدس اسلام کے بغیر دنیا کے کسی اور ازم اور یا نظام حیات میں دیکھنے کو نہیں ملتے، لیکن ان تمام اصولوں کی رعایت کے باوجود مسلمان خود کسی سے لڑتا نہیں بلکہ کفری اور طاغوتی قوتوں کی طرف سے اسے جہاد کرنے پر مجبور کیا جاتا رہا ہے۔

نظام اسلام جو عالم انسانیت کے لئے ان کی فطرت کے عین مطابق اور انسانی اقدار کا محافظ ہے شیطانی طاقتیں اسے اپنے لئے بڑا خطرہ سمجھ کر اسے (اسلام) اور اس کے پیروکاروں (مسلمانوں) کے خلاف نبرد آزما ہو کر اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں کے لئے اللہ کا قانون اور نظام نافذ نہیں ہونے دیتے۔

چنانچہ اس بناء پر خالق کائنات نے اپنے مومن بندوں پر محض اس لئے کہ جہاد ہی میں ان کی بقاء مضمر ہے، دین کے دیگر ارکان کی طرح جہاد بھی فرض کیا ہے کیونکہ جہاد کے بغیر مسلمانوں پر اللہ اور اللہ کے دین کے دشمنوں کی طرف سے عرصۂ حیات تنگ کیا جاتا ہے۔

مسلمان وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ اپنے خالقِ حقیقی کے سامنے فرمانبردار اور دست بستہ کھڑے ہو کر الٰہی دین کے نفاذ کی راہ میں ایک منقاد سپاہی جیسے اپنے خالق کے حکم پر غیر اللہ کے تمام انواع کفری، شیطانی اور طاغوتی قوتوں کے خلاف سر دھڑ کی بازی لگا کر لڑتے رہے ہیں اور اس میں ان کی زندگی اور بقاء بھی ہے، اگر اس راہ میں مسلمانوں نے جہاد ترک کر دیا تو باطل قوتیں غالب ہو کر اسلام اور مسلمان دونوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گی۔

اصل میں اسلام کی امامت بڑی نازک اور وسیع صفات چاہتی ہیں، جو فرد یا جماعت اس منصب پر فائز ہو اس کے لئے ذاتی صلاح و تقویٰ اور عدل کے

علاوہ جہاد و اجتہاد کی قابلیت کی بھی ضرورت ہے، جہاد سے مراد ہے عزیز ترین اور اہم ترین مطلوب کے حصول کے لئے اپنی انتہائی طاقت اور وسائل صرف کر دینا، مسلمان کا سب سے بڑا مقصود اللہ کی فرمانبرداری اس کی خوشنودی کا حصول اور اس کی بادشاہی اور احکام کے سامنے سپردگی اور سرافگندگی ہے۔ اس کے لئے ایک طویل جہاد کی ضرورت ہے۔ ہر اس عقیدہ تربیت، اخلاق، اغراض اور خواہشات کے خلاف جو اس میں مزاحم ہوں اور ان تمام داخلی و خارجی الٰہ و معبودانِ باطل کے خلاف جو اللہ کی فرمانبرداری اور اخلاص میں حریف اور رقیب ہوں جب یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ تو مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی بادشاہی اور اس کے احکام کو اپنے گرد و پیش کی دنیا اور اپنے بنی نوع پر پھیلانے کے لئے جدوجہد کرے، یہ اس کا دینی فریضہ ہے اور خلق خدا پر شفقت اور مخلوق کے ساتھ خیرخواہی کا بھی عین مقتضاء ہے۔

جس راہ میں مسلمان جہاد کرتے ہیں اور جس مقصد کے لئے ان کی جدوجہد مطلوب ہے وہ خدا کے اس قانون کا نفاذ ہے۔ جو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے اور جس کے غلبہ اور قیام کے لئے ان کے ماننے والے اور پیرو کار جہاد کرنے پر مامور ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام اور اس کے ماننے والوں کی مخالف طاقتیں اور ان طاقتوں کی نت نئی سازشیں دنیا میں ہمیشہ رہیں گی۔

جہاد قیامت تک جاری رہے گا، جہاد کی کئی قسمیں ہیں جن میں سے ایک جنگ بھی ہے۔ بعض اوقات جہاد کی یہ قسم (جنگ) سب سے افضل قسم ہو جاتی ہے، اس نوع جہاد کی غایت یہ ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں کوئی برابر کی حریف طاقت باقی نہ رہے جب خواہشات اور طبیعتوں کو مخالف سمت کی طرف کھینچے اور بہت سے انسانوں کے لئے کفر و اسلام کے درمیان کشمکش پیش آئے۔ تو مسلح جہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔

اب جب کہ ہمیں اسلام دشمن اور طاغوتی طاقتوں جو حقیقت میں انسانیت کے بھی دشمن ہیں کے خلاف جہاد کی ضرورت اور اہمیت معلوم ہوگئی۔ اب یہ جاننا ہوگا اگر مجاہد کے مقام، مجاہد کے ساتھ تعاون اور ان کے اہل و عیال کی نگہبانی کرنیوالوں اور سنگر جہاد میں ایک رات پہرہ دینے کی فضیلت اور اجر کے بارے میں بھی کچھ وضاحت کی جائے۔

ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دو آنکھیں ہیں جو جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گی؛
(۱) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے اشکبار ہو۔ اور (۲) وہ آنکھ جو رات بھر اللہ کی راہ میں پہرہ دے۔"

سبحان اللہ۔ جو شخص ایک رات اللہ کی راہ میں پہرہ دیتا ہے، اس کا اتنا بڑا مقام ہے کہ اس کی آنکھیں جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گی۔ آپ خود اندازہ کریں کہ جو شخص اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں، اور دن رات اللہ کے دین کی بقاء اور نفاذ کی خاطر اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں کے خلاف لڑتے ہوئے میدانِ جہاد میں موجود رہتے ہیں اللہ کے ہاں ان کا کتنا بڑا مرتبہ مقام اور اجر ہو گا۔

فخر کائنات سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"رباط یوم فی سبیل اللہ
خیرٌ من الدنیا وما فیہا"

اللہ کی رضاء کی خاطر رباط میں

ایک دِن گزارنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے:

شرعی اصطلاح میں "رباط" مراد دارالاسلام کی اُن آخری سرحدوں سے متصل علاقوں کی حفاظت اسلامی حکومت کی مستقل ذمہ داری ہے چونکہ یہ علاقہ ہمیشہ دشمن کی زد میں رہتا ہے اور ہر وقت اس پر دشمن کے حملے کا خطرہ رہتا ہے، اس لئے اس کے تحفظ اور دفاع کے لئے مرابطین (پہرہ دینے والے) کے مضبوط دستے درکار ہیں۔

جس طرح جہاد کرنے والے کو مجاہد کہا جاتا ہے اسی طرح رباط پر پہرہ دینے والوں کو مرابط کہا جاتا ہے اور یہ جہاد ہی کا حصہ ہے، اس کی فضیلت و اہمیت بھی اسی قدر ہے، جس قدر جہاد کی ہے، فقہہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس جگہ پر ایک مرتبہ دشمن کا حملہ ہو جاتا ہے۔ وہ چالیس سال کے لئے رباط کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے اور جس پر دو مرتبہ حملہ ہو جائے وہ ایک سو بیس سال کے لئے۔ اور جس جگہ پر تین حملے ہو جائے وہ ہمیشہ کے لئے رباط شمار ہوگی۔ خواہ وہ جگہ سرحدوں میں شمار ہوتی ہو یا سرحد سے دور ہو۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپؓ نے خطبہ کے دوران فرمایا کہ:

لوگو! میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ دینا ایسی ہزار راتوں سے افضل ہے جن میں دن کو روزے رکھے جائیں اور رات کو قیام کیا جائے۔ جو شخص اسلامی سرحدوں کی حفاظت یا شہری دفاع کی سعی کے دوران مر گیا۔ وہ جتنے نیک کام کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اجر کا سلسلہ ختم نہیں کرے گا بلکہ وہ قیامت تک اسے ملتا رہے گا۔
مرنے کے بعد انسان کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مگر مرابط فی سبیل اللہ کے اعمال قیامت تک ترقی پذیر رہیں گے

ارشادِ خداوندی ہے:

اِنّ اللّٰہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفًا کانّھم بُنیانٌ مّرصوص ط

ترجمہ: "اللہ اِن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں ایسی مضبوط صف بن کر لڑتے ہیں، گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں"۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو تاکید فرمائی ہے کہ جب دشمن سے ان کا مقابلہ ہو جائے۔ تو ثابت قدمی دکھائیں اور باہمی اختلافات اور تنازعات سے پرہیز کریں۔ کیونکہ یہ چیز ان کی شکست کا سبب ہو سکتی ہے۔ تکالیف سہیں۔ بڑھ چڑھ کر پامردی دکھائیں اور اللہؒ کے کلمہ کو غالب اور طاغوتی قوتوں کو سرنگوں کرنے کے لئے کمربستہ رہیں، چونکہ اسلام اور مسلمانوں کے اسلامی تشخص زندہ رہنے اور بقاء کے لئے جہاد ہی ایک واحد راستہ ہے اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد فی سبیل اللہ فرض قرار دیا ہے اور چونکہ یہ فریضہ اللہ کے نیک اور مجاہد بندے سر انجام دے رہے ہیں اسی بناء پر مجاہد اور مرابط اللہ کے نزدیک بڑے اور اونچے مقام کے مالک اور اجرِ عظیم کے مستحق ہیں۔

اخبارِ جہاد

افغان مسئلے کا حل جہاد میں مضمر ہے

روسی وفد سے مذاکرات کے نتائج غیر متوقع ہیں ، جلال الدین حقانی

صوبے پکتیا میں مجاہدین کے کمانڈر الحاج مولانا جلال الدین حقانی نے واضح کیا ہے کہ افغان مسئلے کا حل جہاد کے ذریعے ممکن ہے. مجاہدین کی ملٹری کونسل کے ترجمان کے مطابق کمانڈر حقانی نے کہا کہ اسلام آباد میں روسی وفد اور افغان رہنماؤں کے درمیان مذاکرات کی عدم افادیت غیر متوقع نہیں، کیونکہ ان مذاکرات کی حقیقی بنیاد ختم ہو چکی ہے. انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں رشین فیڈریشن بجیب انتظامیہ پر قطعی طور اثر انداز نہیں ہو سکتی جو اسلحے کے ذخائر ملنے کے بعد خود فریبی میں مبتلا ہے، انہوں نے کہا کہ مجاہدین مسئلہ افغانستان کے حل میں گفت و شنید کے مخالف نہیں ہیں، لیکن یہ اقدام اسی صورت میں مفید ہو سکتا ہے، جب حقائق کو کھلے دل سے تسلیم کیا جائے. انہوں نے کہا کہ بندش سے قبل جتنا اسلحہ کابل پہنچ چکا ہے اس سے بجیب ٹولہ مدت تک خونریزی جاری رکھ سکتا ہے .

قندھار میں سو سے زائد کابل فوجی مجاہدین سے آملے

مرد قلعہ میں متعین فوجیوں نے بجیب انتظامیہ کے مقابلے میں مورچے سنبھال لئے

(اژانس افغان) قندھار میں بجیب انتظامیہ کے فوجی اپنا مستقبل افغان مجاہدین سے وابستہ کر رہے ہیں اور گذشتہ ہفتے کے دوران ایک سو سے زائد عام معافی کی رعایت ملنے کے بعد مجاہدین سے آملے جو اپنے ساتھ اسلحہ اور بھاری فوجی سامان لائے ہیں.

قندھار سے اطلاعات کے مطابق ۷ ، ۱۱ دسمبر کو قندھار چھاؤنی کے نزدیک مرد قلعہ میں ایک افسر سمیت دس فوجی سفید جھنڈے لہراتے ہوئے مجاہدین کے مرکز پہنچ گئے ان فوجیوں کے ساتھ آنے والی گاڑیوں میں ایک مشین گن ، ایک راکٹ لانچر اور گیارہ کلاشن کوف رائفلوں کے علاوہ گولہ بارود لدا ہوا تھا. افغان فوجیوں نے مجاہدین کے ساتھ مل کر بجیب انتظامیہ کے مقابلے میں مورچے سنبھال لئے ہیں .

ہرات اور غور میں مجاہدین کی کارروائیاں

دو چوکیاں تباہ ، سات کابل فوجی مارے گئے

(اژانس افغان) افغانستان کے وسطی صوبے غور میں مجاہدین نے ہیڈ کوارٹر چنچران کے مغرب میں سب ڈویژنل قصبے شہرک کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں، جہاں مجاہدین نے دو حفاظتی چوکیاں تباہ کر دی تھیں، تحریک

مزاحمت کے ذرائع نے کمانڈر محمد عالم کے حوالے سے بتایا ہے۔ کہ مجاہدین نے ۳۱ دسمبر کو تنگاب مزار کے فوجی ٹھکانوں پر یلغار کی جس کے نتیجے میں ایک افسر سمیت سات کابل فوجی مارے گئے۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین شہرک چھاؤنی کا محاصرہ کرنے کے لئے گولہ باری کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں ادھر ہرات کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے زندہ جان کے علاقے میں تازہ کاروائی کر کے متعدد تنصیبات تباہ کر دیں۔ اس معرکے میں چار کلاشنکوف رائفلوں کے علاوہ اسلحے کی بھاری مقدار مجاہدین کے ہاتھ آئی۔ ہرات میں مجاہدین نے گشتی فوجی دستے کو بھی نشانہ بنایا جسے شدید نقصان اٹھانا پڑا۔

کابل کے جنوب میں نجیب انتظامیہ کی فوجی کاروائی
محاصرہ شدہ فوج کو حوصلہ دلانے کی کوشش

دارالحکومت کابل کے جنوبی صوبے لوگر میں کٹھ پتلی نجیب انتظامیہ چل عالم کابل روڈ پر نئی چوکیاں قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ایجنسی افغان پریس کی اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر نجیب نے محاصرہ شدہ دارالحکومت کی حالت اور فوج کو پیش قدمی کی ترغیب دینے کے لئے محمد آغا قصبے کے نزدیک بھاری توپ خانے سمیت بکتر بند دستے روانہ کئے جنہیں حفاظتی چوکیاں قائم کرنے کی ہدایت کی گئی۔ بکتر بند دستے ۲۹ دسمبر کے بعد اس علاقے میں موجود ہیں۔ جن کا مجاہدین کے ساتھ جھڑپیں جاری ہیں، ان جھڑپوں میں مجاہدین نے تین ٹینک تباہ کر دیئے۔ جبکہ دس کابل فوجی ہلاک اور چار مجاہد شہید ہوگئے بتایا گیا ہے کہ دشت بابوس سے فوجی دستے پسپا ہوگئے ہیں جو فرار ہوتے وقت ایک مارٹر گن، چھ کلاشنکوف رائفلیں اور ایک وائرلیس سیٹ کے علاوہ بھاری مقدار میں گولہ بارود چھوڑ گئے۔ اطلاعات کے مطابق افغان دارالحکومت کے نواح میں پہاڑی مورچوں سے مجاہدین نے کابل کے فوجی ٹھکانوں کو راکٹوں سے نشانہ بنایا جن سے ہونے والے نقصانات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔

قندھار ایئرپورٹ کی حفاظتی
چوکیوں پر مجاہدین کا تازہ حملہ

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار میں چھاپہ مار مجاہدین نے ہوائی اڈے کی حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا، جس سے ایک حفاظتی چوکی کی عمارت ملبے کا ڈھیر بن گئی۔ تحریک مزاحمت کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ۲۷ دسمبر کی صبح تیز رفتار حملے کے دوران دیگر حفاظتی چوکیوں میں موجود کابل فوجی ہوائی اڈے کی طرف فرار ہوگئے۔

تباہ شدہ حفاظتی چوکی سے سات کلاشنکوف رائفلیں اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ ایک اور اطلاع کے مطابق قندھار کے علاقے دیہہ خواجہ میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے گشتی دستے کا ایک افسر عبدالقیوم اور دو کابل فوجی مارے گئے، ہلاک ہونے والے فوجی بکتر بند گاڑی میں سوار تھے جو ناکارہ ہوگئی۔

صوبہ لوگر میں کابل دستوں
کے خلاف مجاہدین کی کاروائی

کابل کے جنوب کی طرف صوبہ لوگر میں مجاہدین نے نجیب انتظامیہ کے فوجی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا جس کے دوران متعدد تنصیبات تباہ کر دی گئیں، جہادی ذرائع سے ملنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ دشت بابوس کے مقام پر ۲۹ دسمبر کی صبح اس معرکے میں پانچ کابل فوجی ہلاک اور درجنوں زخمی ہوگئے کمانڈر محمد فیض کی قیادت میں تیز رفتار حملے کے دوران مجاہدین نے نو کلاشنکوف رائفلیں اور ایک مارٹر گن کے علاوہ گولہ بارود پر قبضہ کر لیا۔

دریں اثنا مغربی افغانستان کے صوبے ہرات میں کابل انتظامیہ کے بکتر بند دستوں اور مجاہدین کے درمیان جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے. بتایا گیا ہے کہ زندہ جان اور اسلام قلعہ کو ملانے والی شاہراہ پر مجاہدین نے فوجی قافلوں پر حملے کیے جس کے نتیجے میں نجیب انتظامیہ کو بھاری جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا.

روس سے ہرات فوجی کمک لانے والے قافلے پر مجاہدین کا حملہ

شمال مغربی افغانستان میں مجاہدین اور کابل دستوں کے درمیان شدید جھڑپیں

افغانستان کے تیسرے بڑے شہر ہرات کے شمال مغرب میں افغان مجاہدین اور کابل دستوں کے درمیان تازہ جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں،

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے ۲۹ دسمبر کو روس سے افغانستان آنے والی کشکا. ہرات شاہراہ پر تورغنڈی کے جنوب میں سڑک بند کر کے سامان رسد اور فوجی کمک لانے والے قافلے کو روکنے کی کوشش کی. تاہم مجاہدین کو گولہ بارود کی کمی کے باعث عقب نشینی اختیار کرنی پڑی. اسی لڑائی میں گولہ بارود سے لدے ہوئے دو ٹرک اور ایک ٹینک تباہ ہوگیا. کابل انتظامیہ کے دس فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے. جب کہ ایک مجاہد شہید بتایا گیا ہے.

ادھر ہرات کے مغرب میں جمعیت اسلامی کے کمانڈر اسماعیل خان کے مجاہدین نے زندہ جان کے فوجی کیمپوں پر حملے کیے جس کے دوران دو ٹینک تباہ ہوگئے. زندہ جان کے فوجی کیمپ میں پانچ سو فوجی موجود ہیں جسے مجاہدین نے گھیر رکھا ہے.

قندہار کے سرکاری رہائشی علاقے پر مجاہدین کا حملہ

عباس آباد کی فوجی چوکی تباہ، تین فوجی ہلاک، پانچ نے ہتھیار ڈال دئیے

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار کے سرکاری رہائشی علاقے میں مجاہدین نے کابل انتظامیہ کی ایک چوکی تباہ کر دی. جہاں تین فوجی ہلاک اور پانچ فوجیوں نے ہتھیار ڈال دئیے

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۸ دسمبر کی رات کو قندہار کے مغربی علاقے ڈنڈ میں عباس آباد کی چوکی پر حملہ کیا. راکٹوں اور دستی بموں سے لیس مجاہدین کابل فوجیوں کو سنبھلنے کا موقع دئیے بغیر جا پہنچے جس پر کابل فوجی تین لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے. جبکہ پانچ فوجیوں نے خود کو مجاہدین کے حوالے کر دیا، حفاظتی چوکی سے ایک راکٹ لانچر پانچ کلاشن کوف رائفلیں اور گولہ بارود کے علاوہ دیگر فوجی سامان مجاہدین کے ہاتھ آیا مجاہدین نے ڈائنامیٹ لگا کر چوکی کی عمارت تباہ کر دی اور کابل فوج کی کمک آنے سے پہلے اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے

شاہراہ سالانگ پر مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی

ایک ٹینک تباہ، گیارہ کابل فوجی گرفتار کر لئے گئے

اسلام آباد ۹ جنوری. شاہراہ سالانگ کے نزدیک افغان صوبے پروان کے علاقے جبل السراج میں مجاہدین نے ایک اہم فوجی ٹھکانے پر قبضہ کر لیا. جہادی ذرائع نے بتایا کہ کمانڈر انجنیئر بشیر کی قیادت میں ۵ جنوری کو اس حملے کے دوران ایک ٹینک تباہ اور گیارہ کابل فوجی گرفتار کر لئے گئے.

ادھر کابل کے جنوب مشرق کی طرف چہار آسیاب کے علاقے میں بھی مجاہدین نے

نجیب انتظامیہ کے ملٹری کیمپ کو نشانہ بنایا۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے راکٹ برسا کر متعدد تنصیبات تباہ کر دیں۔ جبکہ دو کابل فوجی ہلاک اور چار گرفتار کئے گئے۔ فوجی کیمپ سے ایک مارٹر گن کے علاوہ اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار مجاہدین کے ہاتھ آئی۔

سکڈ میزائل سے کھیتوں اور باغات کو بھی شدید نقصان پہنچا جس کا اندازہ نہیں ہو سکا، دریں اثنا صوبہ سمنگان میں مجاہدین نے شاہراہ سالانگ پر دولت کدہ کے علاقے میں دو فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا۔ ۳۰ جنوری کے اس معرکے میں بارہ کابل فوجی ہلاک اور دس نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ ایک روز قبل مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر ایبک کے نواح میں ایک حفاظتی چوکی تباہ کر دی جہاں کابل فوجی مزاحمت کئے بغیر بھاگ نکلے۔

صوبہ کندز میں سکڈ میزائل سے حملہ

چھ افغان شہری شہید متعدد مکانات تباہ

نجیب انتظامیہ نے شمالی افغان صوبے کندز کے آزاد علاقے میں سکڈ میزائل استعمال کیا، جس سے چھ نہتے شہری شہید درجنوں زخمی اور متعدد مکانات تباہ ہونے کے ساتھ مویشیوں کی بڑی تعداد ہلاک ہو گئی۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق سکڈ میزائل نے ۲۹ دسمبر کی صبح دورافتادہ گاؤں غوری تپہ میں قیامت ڈھا دی۔ جہاں طبی سہولتیں نہ ہونے کے باعث درجنوں زخمی شدید حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اندازہ ہے کہ سکڈ میزائل مزار شریف یا کابل سے کسی نشانے کے بغیر چلایا گیا۔ کیونکہ غوری تپہ میں مجاہدین یا کابل دستوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے

قندھار میں ہوائی اڈے اور حفاظتی چوکیوں پر مجاہدین کے حملے

گولہ بارود سے لدی ہوئی گاڑی تباہ۔ تین کابل فوجی مارے گئے

قندھار میں شہری چھاپہ مار مجاہدین کے گروپوں نے دو دن کی کاروائیوں میں ہوائی اڈے اور حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین نے ۵ جنوری کی صبح قندھار ائیر پورٹ پر میزائل پھینکا۔ جو گولہ بارود سے لدی ہوئی گاڑی سے جا لگا۔ یہ گاڑی شدید دھماکے سے پھٹ گئی۔ اور دھماکوں کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ اس کاروائی میں جانی نقصان کا علم نہیں ہو سکا۔ قندھار کے جنوبی علاقے شکارپوری گیٹ میں مجاہدین نے ۶ جنوری کو ایک حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ جہاں تین کابل فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

افغان قوم نصب العین کی طرف گامزن رہے، مولانا حقانی

افغان صوبے پکتیا میں مجاہدین کے الحاج کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی نے کہا ہے کہ نجیب ٹولے کا خاتمہ مذاکرات کے ذریعے ممکن نہیں بلکہ یہ مرحلہ صرف جہاد کے ذریعے طے کیا جا سکتا ہے۔

افغانستان میں روسی جارحیت کی بارھویں سالگرہ کے موقع پر میران شاہ میں افغان مہاجرین کے بھاری اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کمانڈر حقانی نے کہا کہ جہاد کے عمل کو روکنے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے جا رہے ہیں تاہم مجاہدین آزادی وطن کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پندرہ لاکھ افغان شہداء کی قربانی ضرور رنگ لائے گی۔

شہداءِ راہِ حق

شہید کمانڈر جمال گل "سیدی"

شہید کمانڈر جمال گل ولد مرحوم حاجی سید ذکریا صوبہ پکتیا، سب ڈویژن خوست کے "ٹنڈی پیرانو" کے گاؤں کے ایک دیندار اور محبِ وطن گھرانے میں پیدا ہوئے جناب جمال گل نے اپنی ابتدائی تعلیم خوست شہر میں حاصل کی اور جب ۱۹۷۸ء میں افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا تو اس مرد مومن نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور روسی حملہ آوروں کے خلاف بندوق اٹھائی اور اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح میدان کارزار میں کود پڑا جناب شہید جمال گل نے دشمن کے خلاف کئی مشہور معرکوں میں حصہ لیتے ہوئے ہر محاذ پر دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔

آخر کار ۲۲ نومبر ۱۹۹۱ء کو جنگ گردیز کے دوران دشمن کے ایک بے رحم گولے کا نشانہ بن کر شہادت پا گئے۔

شہید کمانڈر علی گل

جناب شہید علی گل ولد محمد گل قوم جدران صوبہ پکتیا کے "لمگی" نامی گاؤں کے ایک دیندار، متقی اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوا۔ ابتداء ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند اور جذبۂ جہاد و شہادت سے سرشار اور شیدائی تھے۔

۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں روسیوں کے ایماء پر ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں دو کمیونسٹ "خلق" اور "پرچم" دھڑوں کے ذریعے افغان مسلم عوام پر ایک دہری اور ملحد حکومت مسلط کی جانے لگی۔ نام نہاد انقلاب ثور رونما ہوا اور ہمارے بے گناہ اور کٹر مسلمان قوم پر مظالم کے پہاڑ توڑنے شروع ہوگئے۔ تو جناب شہید علی گل بھی اپنے دیگر غیور اور دین و وطن کی آزادی کے پروانوں کی طرح روسیوں اور ان کے پالے ہوئے افغانی النسل کمیونسٹوں کے خلاف میدان کارزار میں کود پڑے ایک طویل مدت تک دشمنوں کے لئے قہرِ سامان بنے رہے اور ہر محاذ پر انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچاتے رہے متعدد

روسی وکمیونسٹ افراد کو جہنم رسید کیا۔

چنانچہ ان کی اس دلیرانہ جد و جہد کے صلے میں انہیں جناب الحاج جلال الدین حقانی کی زیر قیادت مجاہدین کے ایک گروپ کی کمان اور قیادت کرنے کا شرف حاصل ہوا صوبہ پکتیا کے اکثر و بیشتر جنگی محاذوں پر دشمن کے خلاف لڑے اور شایانِ شان کامیابیاں حاصل کیں۔

آخر کار ۱۹۹۱ء میں اکتوبر کے مہینے میں گردیز جنگ کے دوران دشمن سے ایک شدید جھڑپ میں شہید ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شہید کمانڈر اصیل بادشاہ

جناب علی بادشاہ کے غیرتی، ایماندار اور مجاہد بیٹے جناب شہید کمانڈر اصیل بادشاہ صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن خوست کے ایک متقی، پرہیزگار اور دین پرور گھرانے میں متولد ہوئے۔

جناب شہید اصیل بادشاہ نے عملی طور پر ۱۹۸۴ء کو ایک مشہور جہادی "فرنٹ" حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شمولیت کرنے سے مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا شہید اصیل بادشاہ۔ ایک خوش خلق، ملنسار اور حلیم طبیعت رکھنے کے باوجود دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف سخت گیر اور متین عزم کے مالک تھے۔ جہادی کاروائیوں کے دوران انہیں سب کچھ بھول کر صرف دشمن کی صفوں کو چیرنے کا خیال ہوتا، چنانچہ اس وجہ سے وہ حضرت عمر فاروقؓ فرنٹ کے مجاہدین کے ایک گروپ کے کمانڈر چنے گئے" شہید کمانڈر اصیل بادشاہ نے صوبہ پکتیا میں اپنے جوہر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اکثر و بیشتر محاذوں پر دشمن کا مقابلہ کیا انہوں نے سب ڈویژن زرمت، سب ڈویژن ارگون، نادر شاہ کوٹ، دومندہ درگی، تورہ غاڑہ اور فتح خوست کی مشہور جنگوں میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے قابل فخر کارنامے انجام دیئے۔ وہ ہر قسم کے ہتھیار چلانے میں مہارت رکھتے تھے،

آخر کار ۹ر اکتوبر ۱۹۹۱ء کو گردیز جنگ میں ابراہیم خیل نامی علاقے میں دشمن کی فوجی چھاؤنیوں کو فتح کرنے کے دوران دشمن کی طرف سے ایوسن توپ کے ایک بے رحم گولے کی زد میں آکر شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

شہید کمانڈر فاروق

جناب شہید فاروق دلدار خان آغا صوبہ وردگ کے "بند چک" نامی علاقے کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔

جناب شہید فاروق بچپن ہی سے اسلام کے شیدائی اور جذبۂ جہاد و شہادت سے سرشار تھے۔

افغانستان میں جب "نام نہاد انقلاب ثور" رونما ہوا اور ہمارے مسلمان بے گناہ عوام کمیونسٹوں کے ظلم و تشدد کی چکی میں پسنے لگے تو اس مرد مومن نے اسی وقت دنیوی کاموں سے منہ موڑا۔ اور بندوق اٹھائی اور روسی حملہ آور افواج اور کمیونسٹوں کے خلاف اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ اپنے ہی علاقے میں مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔

شہید فاروق نے نہ صرف یہ کہ صوبہ

وردگ میں حق کا جھنڈا لہرا کر کفر و الحاد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بلکہ ان کی اس جدوجہد کا دائرہ صوبہ پکتیا تک پھیل گیا انہوں نے صوبہ پکتیا میں بھی زرمت، ارگون، نادرشاہ کوٹ، دومندہ، درگئی، تورہ غاڑہ اور فتح خوست کی مشہور جنگوں میں اپنی ہمت و مردانگی دکھا کر بھرپور حصہ لیا۔ حضرت عمرؓ فاروقؓ جہادی فرنٹ نے انہیں اس دلیرانہ جدوجہد کے سبب ایک جہادی گروپ کا کمانڈر مقرر کیا۔

آخر کار جنگ گردیز کے دوران "سروڑی" نامی فوجی چوکیوں کے فتح کرنے کے دوران دشمن کے ابوس توپ کے ایک گولے کی زد میں آکر یہ مرد مومن بھی ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو قافلہ شہداء میں شامل ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شہید پیر شریف اللہ

جناب شہید پیر شریف اللہ ولد ملا حبیب اللہ صوبہ پکتیا کے سب ڈویژن خوست کے ایک علم پرور، متقی اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔

شہید پیر شریف اللہ ایک مومن غیرتی اور دلیر مجاہد تھے۔ ویسے تو انہوں نے افغانستان میں روسی افواج کی براہ راست مداخلت کے بعد مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا تھا مگر باقاعدہ طور پر تین سال پہلے حضرت عمر فاروقؓ نامی جہادی فرنٹ میں شمولیت حاصل کر کے دشمن کے خلاف مزید سرگرم عمل رہے۔ پیر شریف اللہ نے کئی محاذوں پر دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا، متعدد کمیونسٹوں کو جہنم رسید کیا۔

شہید پیر شریف اللہ نے فتح خوست اور دیگر مشہور جنگوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے ہوئے اپنے جہادی جوہر کا مظاہرہ کیا ہے۔ آخر کار جنگ گردیز میں زرمت کے "کنی" نامی علاقے میں کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے افواج کے خلاف ایک شدید لڑائی کے دوران دشمن کے ایک بے رحم گولے کا نشانہ بنے اور یوں ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید احمد جان

جناب خوازک کے جوان سال فرزند جناب شہید احمد جان صوبہ وردگ کے سب ڈویژن "بند چک" کے ایک مسلمان اور متقی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

شہید احمد جان ابھی عنفوان جوانی میں پہنچے ہی تھے کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغانستان کی پاک فضاء پر کفر و الحاد کے کالے بادل منڈلانے لگے۔ ایک لادین اور دہری حکومت کے ذریعے افغانستان کے مسلمان عوام کو کفر و الحاد کی زنجیروں میں جکڑے جانے کی سرتوڑ کوششیں کی گئیں۔ لیکن اس سرزمین کے غیور اور مومن لوگوں نے جیسا کہ تاریخ گواہ ہے۔ ہر حملہ آور اور غاصب طاقت کے خلاف نبرد آزما ہو کر ان کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ روسی حملہ آور افواج اور ان کی مسلط کردہ کٹھ پتلی حکومت کے خلاف قیام کر کے مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا چنانچہ شہید احمد جان بھی اس جدوجہد آزادی کے نڈر اور جیالے سپاہیوں کی صف میں شامل ہو کر پوری ہمت اور مردانگی کے

ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنے لگے ایک طویل
مدت تک روسیوں اور ان کے ایجنٹوں
کے لئے قہر ساماں بنا رہے، متعدد روسی
اور کمیونسٹ افراد کو جہنم رسید کر کے
غازی بنے، اور دین و وطن کے دشمنوں
کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے
کے بعد آخر کار ۱۵ جولائی ۱۹۹۱ کو زرمت
کے "کنی" نامی علاقے میں ایک شدید جھڑپ
کے دوران دشمن کے ایک فضائی وحشیانہ
حملے کا شکار ہو کر شہادت کے اعلیٰ مقام
پر فائز ہو گئے۔

شہید مولوی شکر اللہ

شہید مولوی شکر اللہ دبشری، ولد
ڈاکٹر حیات اللہ دبشری نے صوبہ ننگرہار
کے سب ڈویژن خوگیانی کے بازید خیل نامی
گاؤں کے ایک عالم دین، متدین اور محب
وطن گھرانے میں آنکھیں کھولیں، ابتدائی
تعلیم اپنے گاؤں "کجی" نامی علاقے کے
ایک مقامی سکول میں حاصل کی جب کہ
اعلیٰ تعلیم ہجرت کے بعد پشاور میں حضرت
امام ابو حنیفہ رح نامی مدرسے سے حاصل کی۔

۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں
ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں نام نہاد
"انقلاب ثور" برپا ہوا اور روسی ایجنٹوں
نے ہمارے متدین افغان مسلمان عوام
پر مظالم کے پہاڑ توڑنے اور انہیں غلامی
کی زنجیروں میں جکڑنے لگے تو جناب مولوی
شکر اللہ نے اپنے خاندان سمیت ہجرت
کا راستہ اختیار کیا اور پشاور آ کر
اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ
مسلحانہ جہاد کی خاطر دوبارہ افغانستان
کا رخ کیا اور دین و وطن کے دشمنوں کے
خلاف میدانِ کارزار میں کود پڑا۔ انہوں
نے عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ
ایک دلیر اور جان نثار مجاہد ہونے کا بھی
عملی ثبوت پیش کیا۔ افغانستان کے مختلف
مقامات پر مختلف محاذوں میں دشمن
کے خلاف بڑی کامیابی حاصل کر کے
انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچائے
وہ کئی دفعہ میدانِ جہاد میں زخمی بھی
ہو چکے تھے۔ مگر پھر صحت یاب ہو کر
روسیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کے خلاف
لڑے۔ آخر کار ۲۳ دسمبر ۱۹۹۱ء کو
صوبہ ننگرہار کے غازی آباد فارم کے
کے مقام پر دشمن کے ایک بے رحم گولے
کا نشانہ بن کر جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید اعلیٰ جان

شہید اعلیٰ جان ولد عیدہ گل صوبہ
پکتیا کے سب ڈویژن زرمت کے
"ارمہ" نامی گاؤں کے ایک دیندار
اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے
وہ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند
تھے اور دینی سرگرمیوں میں انتہائی شوق
سے حصہ لیتے تھے۔

اور متعدد دین اور وطن کے
دشمنوں کو جہنم رسید کیا۔ آخر کار ۱۶
اپریل ۱۹۸۲ کو خوست ایئرپورٹ کے قریب
ایک شدید لڑائی کے دوران دشمن کے
ایک بے رحم گولے کا نشانہ بن کر شہید ہو گئے

نصیحت

جس شخص کے دل میں ایمان راسخ موجود ہوگا، اور جو اللہ سے ایسا ڈرنے والا ہوگا جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے، اس کے لیے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی کو گمراہی میں مبتلا دیکھے اور راہِ حق کی طرف دعوت نہ دے، کہیں بدی کا وجود پائے اور اس کو مٹانے کی کوشش نہ کرے۔ طبیعتِ مومن کی مثال ایسی ہے جیسے مشک ..... یا چراغ کہ نورِ ایمان سے جہاں وہ منوّر ہوا اور اس نے آس پاس کی فضا میں اپنی شعاعیں پھیلا دیں۔ مشک میں جب تک خوشبو رہے گی وہ مشامِ جاں کو معطّر کرتا رہے گا۔ چراغ جب تک روشن رہے گا روشن کرتا رہے گا۔ مگر جب مشک کی خوشبو قریب سے قریب سونگھنے والے کو بھی محسوس نہ ہو اور چراغ کی روشنی اپنے قریب ترین ماحول کو بھی روشن نہ کرے تو ہر شخص یہی حکم لگائے گا کہ مشک مشک نہیں رہا اور چراغ نے اپنی چراغیت کھو دی۔

یہی حال مومن کا ہے کہ اگر وہ خیر کی طرف دعوت نہ دے، نیکی کا حکم نہ دے، بدی کو برداشت کرلے اور اس سے روکے نہیں، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں خوفِ خدا کی آگ سرد پڑ گئی ہے اور ایمان کی روشنی مدھم ہو گئی ہے۔

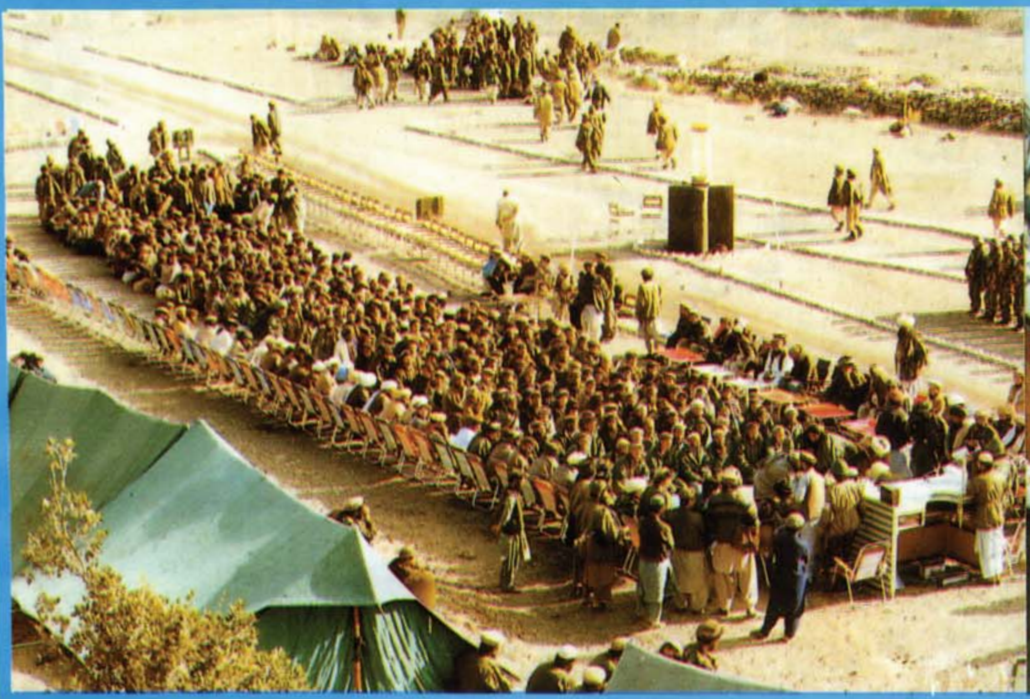

علاقہ "ژوار"، کے حضرت
عمر فاروق (رض) جہادی فرنٹ
میں الحاج مولانا جلال الدّین حقانی
اسیرانِ جنگ کی رہائی کے سلسلے
میں منعقدہ ایک تقریب سے
خطاب فرمارہے ہیں۔

مجاھدین فوجی ٹریننگ
کی حالت میں

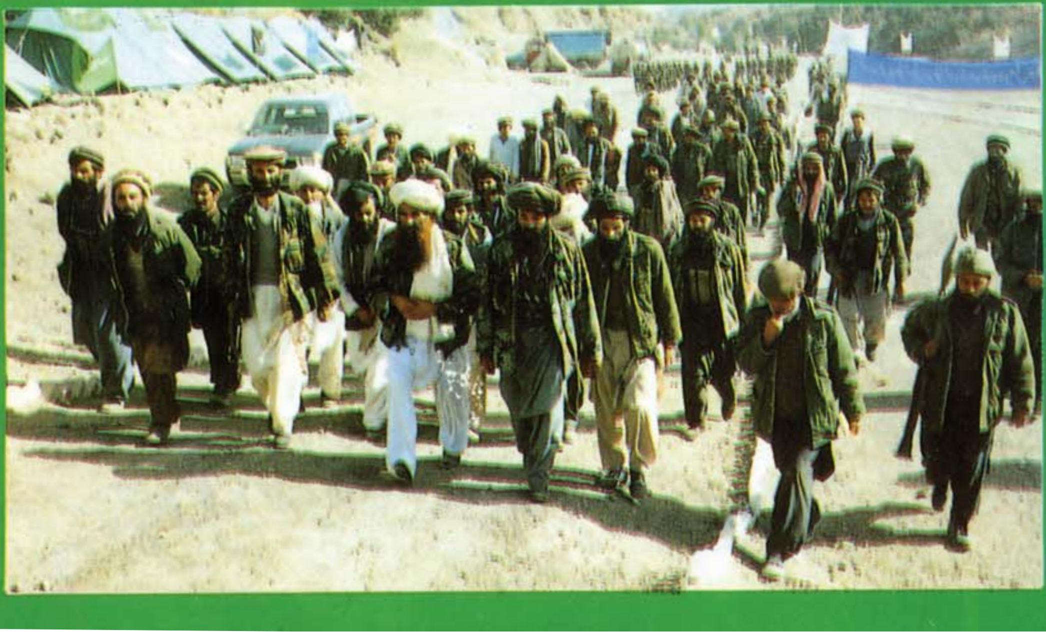

جنوبی محاذ کے قائدِ جہاد الحاج
جلال الدین "حقانی" حضرت
عمر فاروق (رض) فرنٹ کے مختلف
حصوں کا معائنہ کر رہے ہیں۔
فرنٹ کے کمانڈر الحاج ابراہیم
بھی ان کے ساتھ ہیں۔